

.... چہرے سے حماقت برتی ہے۔۔۔!۔۔۔
 "تھکرا ہی دوست جھٹھا۔۔۔ رضیہ مسکائی بیگم جھٹھا کے علاوہ اور سب بیٹھنے لگے۔
 "اچھا۔۔۔ بھائی۔۔۔ چہرے سے دیکھو یہ لٹا۔۔۔ فیکس نے جھینپ کر کہا اور ڈانٹنگ روم سے چلا گیا۔

دوسری صبح وہ سب ناشائستہ کی میز پر پھیلی رات آنے خبر نے مہمان کا انتظار کر رہے تھے۔ جمیل اس وقت بھی غیر حاضر تھا۔ فیکس کے متعلق تو قلعہ علی کو وہ مہمان سمیت آئے گا جب مہمان آیا تو ان کی انکسین حیرت سے پھیل گئیں۔ کیوں کہ وہ زرد قمیص اور نیلی چٹون میں ملبوس تھا۔ گلے میں گلابی رنگ کی سادہ ٹان تھی اور سر پر سبز رنگ کی قلت ہیٹ۔ وہ کسی گلی کلر فلم کا کوئی کردار معلوم ہوتا تھا۔۔۔ اور اس پر سے چہرے کی حماقت آمیز سنہیدگ تفریحی۔
 "یہ میری اتنی ہی۔۔۔ فیکس نے تعارف کرنا شروع کیا۔
 "یہ بھائی رضیہ۔۔۔ وہ دونوں خزاں اور دوسری میری بہنیں ہیں۔۔۔" آپ سب سے غرض کر۔۔۔ اور۔۔۔ بل کر۔۔۔ بڑی خوشی ہوئی۔ مہمان اہمقاں انداز میں سر ہلاتا ہوا بیٹھ گیا۔
 "اور یہ کون ہیں۔۔۔ بیگم جھڑی نے پوچھا۔
 "علی۔۔۔ عمران۔۔۔ ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی۔۔۔
 کمن پچھلے بیٹھ کر بولا: "اسٹور ڈی میں میرے ساتھ تھے۔۔۔" ان سب کو شاید اس کا یقین نہ آتا تھا کہ کیرنگ وہ اپنی بے ساختہ قسم کی مسکراہٹیں روکنے کی کوشش کر رہی تھیں۔۔۔
 عمران سر جھٹکا سے بیٹھا رہا۔ بیگم جھڑی فیکس کو گھڑ رہی تھیں اور فیکس کا یہ عالم تھا کہ بیٹھتے بیٹھتے وہ ہل ہل جاتا تھا۔
 "کیا بے ہودگی ہے فیکس۔ کیوں بالکوں کی طرف سے ہنس رہے ہو؟ بیگم جھڑی نے فیکس کو آواز میں کہا اور عمران نے اس طرح چڑک کر فیکس کی طرف دیکھا جیسے وہ سچ مچ پاگل ہو گیا ہو۔
 "یہ عمران کی حماقت آمیز سنہیدگی میں دنگہ بام بھی فرق نہیں آیا تھا۔
 فیکس نے مضبوطی سے اپنے ہرنٹ بند کر لیے لیکن خاموش قہقہے اب بھی جاری تھے۔۔۔ آخر جب اس نے دیکھا کہ وہ قہقہے پھر آواز کے ساتھ ظاہر ہونے لگیں گے تو وہ میز سے اٹھ بیٹھا۔۔۔ انہوں نے اسے پیٹ دباتے ہوئے ڈانٹنگ روم سے باہر جاتے دیکھا۔

دیکھا تم نے۔۔۔۔۔ بیگم جھڑی روکیوں کی طرف دیکھ کر بولیں۔ "میں انگ انگ می ہوں ان لوگوں سے۔"
 "شاید آپ ان کے کوئی بہت ہی بے تکلف قسم کے دوست ہیں۔ رضیہ نے عمران کی طرف دیکھا جو اس انداز میں ناشائستہ میں معروف تھا جیسے وہاں کوئی بات ہی نہ ہوتی ہو۔
 "کچھ بھی ہو۔۔۔ بیگم جھڑی بولیں: "جہذیب ہر وقت اور ہر موقع پر برقرار رہنی چاہیے۔"
 عمران سر جھٹکا سے کافی پتیار ہوا۔۔۔ رضیہ غزالہ۔۔۔۔۔
 رومی ایک دوسرے کی طرف معنی خیز انداز میں دیکھ رہی تھیں۔
 دفعتاً بیگم جھڑی نے عمران سے پوچھا: "آپ دونوں ایک دوسرے کو کب سے جانتے ہیں؟"
 "کون و دونوں۔۔۔!؟ عمران نے چپچہاتے ہوئے رکھ کر میز پر اٹھ بیٹھنے میں پوچھا۔
 "آپ اور فیکس۔"
 "اوہ۔۔۔ وہ۔۔۔ جی ہاں! غالباً لندن میں پہلی بار جان پہچان ہوئی تھی۔۔۔ میں کیمسٹری میں ریسرچ کر رہا تھا۔ اس وقت وہ اب بھی کیا زمانہ تھا۔۔۔۔۔"
 "اب آپ کیا کرتے ہیں۔۔۔"
 "میرے تفریح کے علاوہ اور کیا کر سکتا ہوں۔ پچھلے سال گنتوں کی کاشت کی تھی۔۔۔ لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ گرو بنانا ہنسی پھیل نہیں ہے۔۔۔ لہذا ارادہ۔۔۔ وہ کیا کر دیا۔۔۔ کہا کہتے ہیں اسے۔۔۔ میرے ساتھ بڑی مصیبت یہ ہے کہ وقت پر صحیح الفاظ یاد نہیں۔۔۔ آتے۔۔۔ بہر حال ارادہ۔۔۔ ارادہ ارادہ نہیں مہی کو۔۔۔"
 عمران خاموش ہو گیا اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار تھے۔۔۔ ایسا معلوم ہوا تھا جیسے لفظ کو یاد کرنے کے مسئلے میں اس کا کلیہ خیرن بھرا جا رہا ہو۔۔۔ دفعتاً اس نے خوش ہو کر کہا: "جی ہاں یاد آ گیا۔۔۔ کہنے کا مطلب یہ تھا کہ پھر ارادہ ترک کر دینا چاہیے۔"
 وہ چاروں اسے حیرت سے گھور رہی تھیں۔
 "آپ کے والد صاحب کیا کرتے ہیں؟ بیگم جھڑی نے اس انداز میں پوچھا جیسے وہ حقیقتاً خاموش ہی رہنا چاہتی ہو لیکن اخلاقاً انہیں گفتگو جاری رکھنا پڑے گی۔
 "ارے ان کا کچھ نہ پوچھیے۔ عمران سر ہل کر بولا۔ کبھی صبر کرتے ہیں اور کبھی غصہ کرتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ

بہت نالائق ہوں لیکن وہ اسے ثابت نہیں کر سکتے یہی وجہ ہے کہ انہیں صبر کرنا پڑتا ہے۔۔۔ لیکن نالائق کہتے ہیں کہ وہ غصے ہی میں ہوتے ہیں۔"
 بیگم جھڑی روکیوں کی طرف دیکھ کر خاموش ہو گئیں۔۔۔
 عمران ناشائستہ قسم کے سر جھٹکا سے بیٹھا رہا۔ بیگم جھڑی دیر بعد بولیں۔ "اگر آپ اٹھنا چاہتے ہیں تو میں کوئی اعتراض نہ ہو گا۔"
 "اوہو۔۔۔ جج۔۔۔ جی ہاں۔۔۔ شکریہ۔۔۔"
 عمران اٹھنا ہوا بولا اور چپ چاپ کمرے سے نکل گیا۔
 غزالہ اور رومی پھوٹ پڑیں۔۔۔ کافی دیر تک ہنستی رہیں۔۔۔ رضیہ بھی ہنس رہی تھی اور بیگم جھڑی کے ہنسون پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔
 "امی۔۔۔ مزہ آگیا! غزالہ اپنی ہنسی روکتی ہوئی بولی۔
 "یہ کوئی بہت بڑا ڈیوٹ ہے۔۔۔ اور بھتیانے گھر کے قبرستانی محل سے اکتا کر اسے یہاں بگایا ہے۔۔۔ ہم اتنا دل کھول کر کب سے نہیں بنے۔۔۔ آپ خود سوچیے۔۔۔"
 "ہنسنا۔۔۔ آخر ایک دن۔۔۔ میرے سر ہانے بیٹھ کر دونا جمیل کی یہ حرکت میری جان لے گی۔ تم دیکھ لینا۔"
 "آپ بھی کیسی باتیں کرتی ہیں۔۔۔ امی۔۔۔ رضیہ بول پڑی۔
 "خاک ڈالے سب پر۔۔۔ آپ سے زیادہ ہمارے لیے اور کوئی نہیں ہے۔ آپ خراغہ خراہ کر کے پریشان ہوتی ہیں۔
 "تم مجھے پہلانے کے لیے یہ کہہ رہی ہو۔ بیگم جھڑی نے معلوم آواز میں کہا: "میں کیسے مان لوں کہ شوہر کی بے راہ روی تمہارے لیے تکلیف دہ نہیں ہے۔۔۔"
 "بالکل نہیں ہے امی۔ رضیہ نے کہا: "میں جانتی ہوں کہ آپ میرے لیے ہی پریشان ہیں؟ کیسے تو میں کوئی بہت بڑی قسم کھا کر آپ کو یقین دلاؤں کہ مجھے اس کی بالکل پروا نہیں ہے۔"
 بیگم جھڑی نے سر جھٹکا لیا لیکن ان کے چہرے پر اب بھی اضمحلال باقی تھا۔

جادو لگے۔۔۔ ایسی حسین عورت آج تک میری نظروں سے نہیں گزری۔۔۔"
 "اگر نہیں گزری تو اس میں میرا کیا قصور ہے؟ عمران زور دینے والے آواز میں بولا۔ "تم نہیں جانتے کہ میں فی الحال کن جنجالوں سے بیچھا جھڑا کر تم تک پہنچا ہوں۔ میرے پاس بہت تھوڑا وقت ہے۔۔۔ فیکس چند لمحے خاموش رہا پھر بولا: "پہلے وہ یہاں کے ایک ہوٹل میں مقیم تھی اور لوگوں کے ہاتھ دیکھ کر ان کے مستقبل کے متعلق پیش گوئی کیا کرتی تھی۔ تم خود سوچ سکتے ہو کہ وہاں کتنی بھڑ بھڑ رہتی ہوگی۔۔۔ بیٹیرے تو محض اس کا ثرب حاصل کرنے کے لیے وہاں جاتے تھے۔۔۔"
 "معاملے کو زیادہ طویل نہ دو۔۔۔ یہ بتاؤ کہ وہ یہاں تمہاری کونسی میں کیسے آئی؟"
 "جمیل بھائی ایک تقریب میں مدعو تھے۔ وہ بھی وہاں آئی تھی مجھ جمیل بھائی وہاں سے چلنے لگے تو اس نے ہمیں روک کر کہا کہ وہ اس وقت مشرقی بھانگ سے عمارت میں داخل نہ ہوں۔"
 "کس عمارت میں؟ عمران نے پوچھا۔
 "یہیں۔ اسی عمارت میں۔۔۔ یہاں دو بھانگ ہیں ایک شمال کی طرف اور دوسرا مشرق کی طرف۔ اس وقت مشرق کی جانب والے بھانگ سے رہتی ہے۔ بہر حال بھائی جمیل جو ذرا فلسفی قسم کے آدمی ہیں بیٹھنے لگے تھے اس پر اس عورت نے کہا تھا کہ وہ جادوگر نہیں ہے بلکہ ستاروں کی چال سے یہی ظاہر ہے کہ مشرقی بھانگ نو اور دس بجے کے درمیان خود روشن ہو جائے گا۔ انہوں نے اخلاقاً اس سے وعدہ کر لیا تھا۔۔۔ لیکن ان کا ارادہ نہیں تھا کہ وہ اس کے کہنے پر عمل کریں گے۔۔۔ مگر پھر گھر کے قریب پہنچنے پر ایک بیک انہوں نے ارادہ بدل دیا۔ وہ شمالی بھانگ کے قریب آئے جو بند تھا۔۔۔ ویسے اسے کھلوانے میں بھی کوئی دشواری نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ چوکیدار کا کوارٹر اسی سے ملا ہوا ہے۔۔۔۔۔ وہ گاڑی روک کر بھانگ کھلوانے کے لیے اتاری رہے تھے کہ ایسا معلوم ہوا جیسے ڈور کیس کوئی دیوار گری ہو۔ پہلے تو انہوں نے اس پر دھیان نہیں دیا پھر اچانک مشرقی بھانگ کا خیال آیا۔۔۔ عورت کا اتہاہ یاد آیا۔۔۔ وہ بڑی تیزی سے گاڑی میں بیٹھنے اور مشرقی بھانگ کی طرف چل پڑے۔۔۔ اور پھر ان کی

حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب انہوں نے دیکھا کہ بھانگ
سے گزرنے کے لیے انہیں نیک اسی وقت اس میں داخل
ہونا پڑتا جب وہ شمالی بھانگ پر کار سے نیچے اترے تھے
... یعنی پہلی صورت میں وہ بھانگ ان کی کار ہی پر آ رہتا۔
یہیں سے معیبت شروع ہوتی ہے۔
"اما۔ معیبت کیوں؟" عمران ہنٹ سکڑ کر بولا۔
"کیونکہ تم نے مجھے رہا کر دیا۔ تم چلتے پھرتے کیوں ہو؟"
شکیل بننے لگا۔ کچھ دیر بعد اس نے کہا: "ظاہر ہے
کہ یہ واقعہ جیل بھائی جیسے فلسفی کے ذہن پر بھی بڑی طرح اثر
ہوا۔ تم ان سے اچھی طرح واقف نہیں ہو۔ انہاں زیادہ وقت
لا بزمی میں گزارتے ہیں۔ فلسفے سے زیادہ دلچسپی ہے۔۔۔
ظاہر ہے کہ فلسفی انتہائی درجہ خشک طبیعت رکھتے ہیں۔
مگر اس واقعہ نے انہیں اتنا متاثر کیا کہ وہ دوسرے دن اس
ہوٹل میں باپٹے جہاں یہ عورت مقیم تھی۔۔۔ ایک گھنٹے میں
اس سے اور زیادہ متاثر ہو کر واپس آئے۔۔۔ اب آہستہ آہستہ
ان کی عقیدت بڑھتی ہی گئی۔۔۔ اور پھر وہ ایک دن اسے
یہاں لے آئے۔۔۔ اسی سے وہ بہت ڈرتے تھے۔ مگر
اب یہ حال ہے جیسے انہیں ان کی پوجا ہی نہ ہو۔"
"مگر اس سلسلے میں عمران آتو کا پتہ کیا کر سکتا ہے؟ عمران
جھنجھلا کر بولا: "تم نے مجھے کیوں بلایا؟"
"پوری بات بھی تو سنو پیارے۔۔۔" شکیل سکڑا
کر بولا۔
"وہ گھنٹہ سے تم پوری بات سن رہے ہو۔۔۔"
"اچھا اب تم اپنا گھر بند کر دو" شکیل ہاتھ اٹھا کر بولا۔
"بند ہے۔" عمران ہنٹ بھینچے ہوئے بولا۔
شکیل نے ایک سگریٹ سٹگایا اور تین چار کش کر
بولے: "بات اگر یہیں تک رہتی تو کوئی خاص بات نہیں تھی۔
دنیا کے سارے مرد بیوی کی موجودگی میں بھی کسی دوسری عورت
کے خواب دیکھتے ہیں اور یہ بتانا مشکل ہوتا ہے کہ زندگی میں
کب کوئی دوسری عورت داخل ہو جائے۔۔۔"
"پھر بات بڑھائی تم نے۔۔۔" عمران میز پر ٹھونسا مار
کر دباڑا۔
"ابے کیا میں عورتوں کے داخل خارج کے لیے آیا
ہوں۔۔۔ شکیل کے چہرے۔۔۔ کام کی بات کرو۔۔۔"
"معاف کرنا مجھے نہیں معلوم تھا کہ اب بھی تجھے عورت

کے نام سے بخار آ جاتا ہے۔۔۔"
"میرا۔۔۔" عمران سعادت مند انداز میں سر ہلا
کر بولا!
"خیر ہاں تو۔۔۔ بات دراصل یہ ہے کہ یہ عورت بڑی
پراسرار معلوم ہوتی ہے۔"
"گدھے ہو تم۔" شکیل سپریمک کو عورتیں پراسرار معلوم
ہوتی تھیں ہر عاشق کو۔۔۔ اس کی۔۔۔ وہ۔۔۔ کیا کہتے ہیں۔۔۔
محبوبہ۔۔۔ محبوبہ۔۔۔ نہیں کچھ اور کہتے ہیں!۔۔۔ وہ جو عاشق
کی۔۔۔ مادہ۔۔۔ ہوتی ہے۔۔۔
"محبوبہ۔۔۔" شکیل شرارت آمیز سکاٹ کے ساتھ بولا۔
"محبوبہ۔۔۔ ہاں تو ہر عاشق کو اس کی محبوبہ پراسرار معلوم
ہوتی ہے۔۔۔ تو اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ ہر عاشق محکمہ
سٹراغرسائی کو نوکر بنا کر رکھے۔۔۔"
"او۔۔۔ خدا کے بندے میری بات بھی سنو۔"
"نہیں سنتا۔۔۔" عمران حلق بھاڑ کر چیخا: "اتنی دیر سے
جھک مار رہے ہو مگر ابھی تک تم نے مجھے کوئی خاص بات
نہیں سنائی۔"
"اب میں بالکل خاص ان خاص بات بتانے جا رہا ہوں۔
۔۔۔ بس منہ بند رکھو۔" شکیل ہاتھ اٹھا کر بولا: "یہ بتاؤ اگر تم کسی
ایسی عورت کو راتوں میں اٹھ اٹھ کر عمارت کے مختلف گوشوں
میں چھروں کی طرح جاتے دیکھو تو کیا کرو گے۔۔۔"
"آہم۔" عمران انگڑائی پتے پتے رک گیا۔
شکیل کہتا رہا: "چاروں کی راتیں ہیں۔۔۔ بارہ بجے تک
پوری عمارت قبرستان ہو جاتی ہے اور پھر وہ اپنے کمرے سے
نکل کر چھروں کی طرح کچھ تلاش کرتے پھرتے ہیں۔۔۔ باریک شعاع
مالی تارچ اس کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔۔۔ کبھی اس کی روشنی
دیواروں پر رینگتی نظر آتی ہے اور کبھی فرش پر۔۔۔ عین تین راتوں سے
اسے دیکھ رہا ہوں لیکن میں نے ابھی تک کسی سے اس کا تذکرہ
نہیں کیا۔"
"تم نے بہت اچھا کیا ہے۔" عمران بڑبڑایا۔ "اور کوئی
خاص بات۔"
"وہ کہتی ہے کہ وہ سوئے ہوئے لیٹے سے تنہا آتی ہے اور
یہاں کسی بھی غیر ملکی سے اس کی جان پہچان نہیں ہے لیکن
میرا خیال ہے کہ وہ غلط کہتی ہے۔"
"کس نہا پر خیال ہے۔"

"پچھلی شام وہ اور جیل بھائی۔ تفریح کے لیے باہر
گئے تھے اور میں ان دونوں کا تعاقب کر رہا تھا۔ بات یہ
ہے کہ جب سے اس کی راتوں کی مصروفیات میرے علم میں
آئی ہیں میں تقریباً ہر وقت اس پر نظر رکھنے کی کوشش کرتا ہوں۔
۔۔۔ بہر حال پچھلی شام مجھے شبہ ہوا ہے کہ وہ ایک غیر ملکی
کو اشارہ کر رہی تھی۔۔۔ یہ میں نہ بتا سکوں گا کہ وہ انگریز تھا
جو سن تھا یا فرانسیسی یا یورپ کے کسی اور ملک کا باشندہ
لیکن مجھے شبہ ہے کہ اس نے اسے اشارہ کیا تھا۔۔۔"
"کہاں کی بات ہے؟"
"پچھلی شام وہ لوگ نگاروں میں تھے۔ یہاں کی بہترین
تفریح گاہ۔"
"مگر۔۔۔ یہاں کے بہترین بڑے آدمی جیل سے خارج
بھی کھانے لگے ہوں گے۔" عمران بولا۔
"قدرتی بات ہے۔ یہاں کے بہترین سے قیاس اور
دولت مند لوگوں نے کوشش کی تھی کہ وہ ہوٹل کی رہائش ترک
کر کے ان کے ساتھ قیام کرے۔۔۔ لیکن وہ اس پر تیار نہیں
ہوئی تھی۔۔۔ بس میدان جیل بھائی کے ہاتھ رہا۔ وہ ان سے کہہ
رہی تھی کہ اسے ہوٹل میں سکون نہیں ملتا۔ جیل بھائی نے اپنے
ساتھ قیام کرنے کی پیش کش کی اور وہ خود آبی تیار ہو گئی۔ کیا
یہ حیرت انگیز بات نہیں ہے۔ گویا وہ اس کی منتظر تھی کہ جیل بھائی
اس کے لیے اس سے کہیں۔"
"عمران کچھ ڈبولا۔ شکیل کہتا رہا: "اب یہاں اس عمارت
میں اس کے مشفقین کی بھرپور رہی ہے۔ نو بجے سے بارہ بجے
تک۔۔۔ اتنی کوہ چیز سخت ناگوار گزرتی ہے لیکن جیل بھائی کا
نہی اس کا کہہ کر وہ ان سے نہیں کہنا چاہتیں۔۔۔
۔۔۔ لیکن وہ انہیں سخت باتیں کہہ دیں۔۔۔ لیکن اگر کبھی انہوں
نے ایسی حرکت کی تو خدا کی قسم جیل بھائی کی گردن اڑا دوں گا۔"
"تھوڑی سی جیل مال میں؟" عمران نے کہا۔
"نہیں کہتا۔۔۔ ہم میں سے کوئی بھی نہیں سمجھتا۔۔۔
۔۔۔ مال میں نہیں کہتیں کہ وہ ہماری سوتیلی ماں ہیں۔ مجھے بڑی
الطاف ہوئی ہے جب کوئی کہتا ہے کہ وہ میری سوتیلی ماں ہیں۔"
"مال کی سوتیلی ماں؟" شکیل بھی خاموش ہو گیا۔۔۔ پھر
عمران نے اشارہ کیا تھا۔۔۔
"یہ مال کی سوتیلی ماں ہے۔" شکیل لب لباب سے بولا۔

"مجھے اس کا تعاقب کرنا چاہیے تھا۔"
"خیر۔۔۔" عمران نے انگڑائی لے کر کہا: "میں دیکھوں
گا۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ اسے اس عمارت میں کس چیز کی
تلاش ہو سکتی ہے؟"
"مجھے خود حیرت ہے۔ کیونکہ میں کسی ایسی چیز سے
واقف نہیں ہوں، جس میں کوئی غیر ملکی عورت دلچسپی لے
سکے اور یہاں تک پہنچنے کے لیے اسے اتنا لمبا چرنا پڑا
اسٹینج کرنا پڑے۔"
"ہو سکتا ہے۔" جھاری اتنی کسی ایسی چیز سے واقف ہوئے
"میں نہیں کہہ سکتا۔۔۔ اور نہ اس تذکرے کو ان کے
سامنے چھڑ سکتا ہوں؟"
"کیوں؟"
"ان کی پریشانی بڑھ جائے گی۔۔۔ میں نہیں چاہتا کہ
وہ مزید الجھنوں میں پڑیں۔"
"ہوں۔۔۔" عمران پھر کچھ سوچنے لگا تھا۔
کچھ دیر بعد اس نے پوچھا: "وہ عورت کس نام سے
پکارا جاتی ہے۔"
"اشاریا۔"
"نام سے تو سنیں ہی معلوم ہوتی ہے۔" عمران بڑبڑایا
۔۔۔ چند لمحے خاموش رہ کر پھر بولا: "کیا وہ لوگوں سے کچھ نہیں
بھی لیتی ہے؟"
"ہاں۔۔۔ ہاتھ دیکھنے کے پچیس روپے۔۔۔ راتوں
سے ملاقات کرانے کے تین سو روپے۔"
"کیا۔۔۔" عمران انہیں بھاڑ کر بولا: "وہ راتوں سے
ملاقات بھی کراتی ہے۔۔۔"
"ہاں۔ میں نے سنا ہے۔۔۔ اس قسم کا کوئی مل کرتے
دیکھا نہیں ہے۔۔۔"
"اور اس کے باوجود بھی تم۔۔۔ اس سے مخالفت نہیں
ہو۔۔۔ راتوں کو چھپ چھپ کر اس کا تعاقب کیا کرتے ہو۔
بڑے دلیر ہو تم۔"
"یار۔ عمران ڈیڑھ۔ عورت ہی تو ہے۔۔۔ اراقی کا خون
نہ ہوتا تو میں خود بھی اس پر عاشق ہو جاتا۔"
"عبردار۔" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا: "اب تم اس پر
عاشق نہیں ہو سکتے کیونکہ میں صرف نام ہی سن کر عاشق ہو
گیا ہوں۔ اشاریہ۔۔۔ اشاریہ۔۔۔ اشاریہ۔۔۔ اشاریہ۔۔۔ اشاریہ۔۔۔"

"میں تمہیں ڈسپانچ کر دوں گا۔" عمران نے غصیلی آواز میں کہا۔
"تم نے میری بی بی سے واقعہ نہیں ہو۔۔۔ میں فرائض پوری کیا اور جرنی کی بات کر رہا ہوں۔"

"اور۔۔۔ جناب۔۔۔ میں کچھ نہیں۔۔۔ وہ یہاں۔۔۔؟"
"ہاں۔۔۔ یہاں۔۔۔ شاداب مگر۔۔۔ لیکن تمہیں شرم سے ڈوب مرنے لگا ہے کہ تمہاری موجودگی میں بھی عمران کو سب سے پہلے اس کا علم پڑا۔۔۔ اور آج وہ دونوں ایک ہی عمارت میں مقیم ہیں۔"

"ٹھیک ہے جناب۔" جرنی کی آواز آئی: "کیا آپ نہیں جانتے کہ عمران سر سلطان کا خاص آدمی ہے۔۔۔ اور سلطان کے سرخار کے سیکرٹری ہیں اور وہ اکثر اُسے ہم لوگوں پر مبنی فریفت دیتے ہیں۔"

"سر سلطان کی کیا حقیقت ہے میرے سامنے؟" عمران بحیثیت ایکس ڈیوٹیا۔ "جب تک میں چاہوں وہ اس مہرے پر رہ سکتے ہیں۔ اچھا اب حیرت زور کی باتیں بند۔ تم دونوں جتنی جلد ہو گئے یہاں پہنچو۔۔۔ پرس میں تمہارا تمام ہونگا۔ میں خود ہی تم سے رابطہ قائم کروں گا۔"

"شاید میں آپ کو دیکھ بھی سکوں۔"

"تمہاری درخواست بھی پوری نہ ہو گئی حالانکہ تم نے مجھے ہزاروں بار دیکھا ہے۔" عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

شام کی جانے عمران کو پھر خاندان والوں ہی کے ساتھ یعنی بڑی لیکن جمیل اس وقت بھی ان میں موجود نہیں تھا کیل نے عمران کو جو بیڑا چاہا لیکن پھر خاموش رہ گیا۔ کیونکہ بیگم جعفری اس وقت بہت زیادہ آداس نظر آ رہی تھیں۔ عمران سر جھکاتے بیٹھا تھا اور اُس کی جائے ٹھنڈی ہو رہی تھی۔۔۔ دفعتاً اُس نے خاموشی سے تینا شغل شروع کر دیا۔۔۔ میز پر نہیں کہیں۔ چند مکتیاں بھی ہوتی تھیں۔۔۔ عمران انھیں پکڑنے کے لیے آہستہ آہستہ شگل چڑھاتا اور وہ اُڑ جاتیں۔۔۔ بالکل ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ وہاں خود کو بالکل تنہا محسوس کر رہا ہو۔ کیل کے علاوہ اور بھی اُسے حیرت سے دیکھ رہے تھے۔ کیل کے ہونٹوں پر شرارت آمیز مسکراہٹ تھی۔۔۔

"بہت مشکل کام ہے جناب۔" دفعتاً رضیہ بولی اور عمران کا ہاتھ چپاں تھا وہیں رک گیا پھر بیگم جعفری کے

سوا اور سب سبس پڑے۔ عمران بھی سبس رہا تھا لیکن اس کی ہنسی میں شرمندگی بھی شامل تھی مگر یاد وہ جھینپی ہوئی ہنسی کی ایک شاندار اینٹنگ تھی۔

"جی۔۔۔ بات یہ ہے کہ۔۔۔" وہ احمقانہ انداز میں بولا۔ "میں بچپن میں اسی طرح ٹنڈے پکڑا کرتا تھا۔ اپنا بچپن مجھے یاد آ یا کرتا ہے۔۔۔ مجھے اس وقت تک کی باتیں یاد ہیں جب میں ایک سال کا تھا۔"

"خوب۔۔۔؟" بیگم جعفری سنجیدگی سے بولیں۔
"جی ہاں! لوگوں کو یقین نہیں تھا۔ مگر جب میں اس زمانے کی باتیں کرنے لگتا ہوں تو میری طبیعت زندہ رہ جاتی ہے۔۔۔ کہتی ہیں۔۔۔ ارے۔۔۔ گو اس وقت صرف چھ ماہ کا تھا۔"

"کمال ہے۔۔۔" غزالہ حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بولی۔ لیکن عمران صرف بیگم جعفری ہی سے مخاطب رہا۔ وہ کہہ رہا تھا۔ "مجھے اچھی طرح یاد ہے۔۔۔ جب دو برس کا تھا تو اس عمارت میں آیا تھا۔ یہ غالباً ۱۹۲۵ء کا واقعہ ہے یہاں صرف ایک بڑھی عورت رہتی تھی۔"

سنندہ کی بات کر رہے ہیں آپ؟ بیگم جعفری نے پوچھا۔
"جی ہاں۔"

"تب پھر یہاں آپ کی حیرت انگیز یادداشت آپ کو دھوکا دے رہی ہے؟" انھوں نے مسکرا کر کہا۔
"یہ ناممکن ہے۔"

"یقین کیجیے۔۔۔ ہم نے یہ عمارت ۱۹۲۵ء میں ایک بڑھے انگریز سے خریدی تھی۔ وہ یہاں تنہا رہتا تھا۔۔۔ اس کے ساتھ کوئی بڑھی عورت نہیں تھی۔"

"میں کیسے یقین کر لوں۔" عمران بڑبڑایا تیری یادداشت۔
"آپ اپنے بیان کے مطابق صرف دو برس کے تھے بیگم جعفری مسکرائیں!"

"جی ہاں۔"

"تب آپ کی یادداشت پر پھر دوسرا نہیں کیا جاسکتا ہے اس وقت جوان تھی۔"
"مجھے افسوس ہے کہ میری یادداشت۔۔۔" عمران معصوم آواز میں بڑبڑا کر رہ گیا۔
چند لمحے خاموش رہ کر بولا۔ "اچھا اس بڑھے انگریز کا نام کیا تھا؟"

سرگورڈن۔"
"اُمٹ۔۔۔" وہ! مجھے سرگورڈن یاد آ رہا ہے۔۔۔"
"یہاں کوئی سرگورڈن نہیں تھی۔"

بیگم جعفری اُسے بولنے کا موقع دے بغیر ان کی طرف دیکھ کر بولیں: "اس وقت ہم اس کو بھی کو خیر کر بڑی مصیبت میں پڑ گئے تھے۔ تم لوگوں کو کیا یاد ہو گا۔ تم سب چھوٹے چھوٹے تھے۔۔۔ جس دن ہم نے کو بھی خریدی اسی دن پولیس نے یہاں چھاپہ مارا۔۔۔ مگر گورڈن تو چھاپا تھا۔۔۔ بعد کو ہمیں معلوم ہوا کہ وہ انگریز نہیں تھا بلکہ کسی دوسری سلطنت کا جاسوس تھا۔ مہینوں پولیس ہم سے پوچھ کر رہی۔ عجیب مصیبت تھی۔ رات کو سونے لیٹے ہیں اور پولیس کے آفیسر باہر دھک دے رہے ہیں۔ بعض اوقات تو ایسا معلوم ہوتا جیسے پولیس ہم پر بھی شبہ کر رہی ہو۔۔۔"

"وہ جاسوس تھا؟" عمران حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بولا۔
"لیکن بیگم جعفری اس جملے کا جواب دے بغیر بولتی رہیں۔ پولیس والے عیب بھی آتے پوری کو بھی اُمٹ پٹ کر دیتے کہ نہیں تو کم از کم ڈیڑھ سو یا تلافی لی گئی تھی۔ پھر جب تمہارے پاپائے دانشراٹے سے شکایت کی تھی تب کہیں جا کر یہ سلسلہ ختم ہوا تھا۔"

"لفظ دانشراٹے مجھے ایسا لگتا ہے جیسے کوئی سینڈک یا جا پہنچے ٹھک رہا ہو۔" عمران نے بڑی سنجیدگی سے کہا اور سب رنگ جس پڑے۔۔۔ عمران کے چہرے پر بکھری ہوئی حماقت دیکھ کر اس کا مذاق نہ ہوا تھا۔

"کیا آپ نے سچ سچ انگلینڈ میں تعلیم حاصل کی تھی؟"

"نہیں! بلکہ ان تعلیم مجھے حاصل کر گئی تھی۔۔۔ خدا نے مجھے کسی طریق آدمی کو انگلینڈ۔۔۔ یہ فکیل صاحب تو مانگے ہیں کہ وہاں پکڑے اور ہمارے سالے کی چاٹ کھانے کے لیے یہ تاب رہا تھا۔ وہاں جلیبیاں بھی نہیں پتی تھیں۔ وہاں سے کہ ان انگریزوں۔۔۔ مگر اب سنا ہے کہ آج کل وہاں کے کامیاب وکیل جاتا ہے۔"

"ان۔۔۔ مجھے یاد آیا۔" فکیل سبسی ضبط کرتا ہوا بولا۔
"اُمٹ! ہم نے وہاں ایک بڑے ہونٹوں میں بیگن کا تجربہ طلب کیا تھا۔۔۔ اور پھر وہ بیگن کا لفظ صبح کرنے کی

بیگم جعفری ان کی طرف دیکھتی رہیں۔۔۔ فکیل کے علاوہ اور بھی عمران کے متعلق اُلجھن میں تھے۔ بات اُن کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی کہ عمران آدمیوں کے کس ریوڑ سے تعلق رکھتا ہے۔
عمران نے اب پھر چپ سا دھلی تھی۔

رات کے کھانے کی میز پر بیگم جعفری نہیں تھیں۔ اُن کی طبیعت کچھ خراب ہو گئی تھی۔ لہذا دوسرے حاضرین کی بن آئی تھی۔ لڑکیاں عمران کو بات بات پر پھیر رہی تھیں۔ "میں حیرت ہے کہ لندن والوں نے آپ کو واپس کیوں آنے دیا؟" غزالہ بولی۔
"مجھے خود بھی حیرت ہے۔" عمران نے بڑی مصیبت سے کہا۔

"وہاں اُس زمانے میں کسی چڑیا گھر میں کوئی کتہہ خالی نہیں تھا۔" فکیل سنجیدگی سے بولا۔

عمران خاموش رہا۔۔۔ وہ آسانی سے فکیل کی گردن پکڑ سکتا تھا لیکن نہ جانے کیوں وہ ان سب کے قبضوں کا نشانہ بننا رہا۔۔۔ غالباً لوگوں کا خیال تھا کہ وہ فکیل کا کوئی احمق دوست ہے جسے وقت گزاری کے لیے فکیل نے مہمان بنایا ہے۔ ان دنوں گھر کی گفتگو کچھ ماتی سی رہی تھی عمران کے آنے سے قبل یہاں کوئی دل کھول کر ہنسا ہوا نہیں دیکھا جاتا تھا۔ بیگم جعفری کو شاید ان دنوں قبضوں سے نفرت ہی ہو گئی تھی اسی لیے وہ زیادہ تر دوسروں سے الگ تھلگ رہتی تھیں۔۔۔

اس وقت رات کے کھانے پر اُن کی عدم موجودگی میں سبھی دل کھول کر سبس رہے تھے حتیٰ کہ جمیل کی بوری رنیر بھی اپنی ازدواجی زندگی کے چھپیدہ مسائل کو فراموش کر کے بے تحاشا تہقیر لگا رہی تھی۔ ٹھیک اُسی وقت جمیل کو بے میں داخل ہوا۔۔۔ وہ تنہا تھا۔ اُسے دیکھ کر سب خاموش ہو گئے۔
"اُمٹ! کہاں ہیں؟" اُس نے آہستہ سے پوچھا۔
"اُنپے کمرے میں۔" غزالہ بولی۔ "ان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔"

"اور۔۔۔ اچھا! مگر وہ مجھ سے خفا ہیں۔۔۔ بہر حال اس وقت میں تم سب لوگوں کے پاس ایک درخواست لے کر آیا ہوں۔"

کوئی کچھ نہ بولا۔ ان کی نگاہیں جمیل کے چہرے پر تھیں۔

آپ تشریف رکھیے تا۔۔۔" عمران اپنی گڑھی چھو کر اٹھتا ہوا بڑا کدو کھانا ختم کر چکے تھے اور اب انھیں کافی کا انتظار تھا۔

"آپ تشریف رکھیے۔۔۔ معاف کیجیے گا آپ میرے لیے اجنبی ہیں۔ تشکیل میاں نے بھی آپ کا تعارف نہیں کرایا۔"

"ارے۔۔۔ میں۔۔۔ میرا تعارف!۔۔۔ عمران۔۔۔"

یعنی کہ میرا نام عمران ہے۔
"بڑی خوشی ہوئی آپ سے مل کر۔۔۔ تشریف رکھیے۔ آپ یقیناً تشکیل کے قریبی دوستوں میں سے ہیں۔"

"جی ہاں۔۔۔ مجھے اس کا۔۔۔ خضر حاصل ہے۔۔۔"

عمران بیٹھتا ہوا بولا۔
"خضر جناب۔۔۔ رضیہ نے ٹوکا۔"

"ارے۔۔۔ تو میں نے کیا کیا تھا۔۔۔ عمران نے بول کھلا کر کہا۔

"آپ ڈیوٹ ہیں خاموش رہیے! تشکیل بولا۔ چند لمحے جیل کو گھوڑتا رہا پھر اس سے پوچھا! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟"

"آخر تم لوگ اشاریٹا سے نفرت کیوں کرتے ہو! آنے سمجھنے کی کوشش کرو۔ آج تک میری نظروں سے اتنی ذہین عورت نہیں گزری۔"

"کیا اس سے پہلے بھی کچھ عورتیں آپ کی نظروں سے گزر چکی ہیں؟ رضیہ نے طنز آمیز لہجے میں پوچھا!

"اور۔۔۔ ایک بیک جیل اس طرح سمٹ گیا جیسے رضیہ نے اُسے تھپتھپا مارا ہو۔ اس کے چہرے پر انمول لٹائی ہو گیا۔ وہ چند لمحے سر جھکا کر خاموش بیٹھا رہا۔ پھر ہاتھوں ہی ہاتھوں میں کچھ بڑبڑاتا ہوا اٹھ گیا۔۔۔ لیکن ابی دروازے سے باہر نہیں نکلا تھا کہ عمران اُس کی طرف جھپٹا۔۔۔ پھر وہ دونوں ساتھ ہی ساتھ کمرے سے باہر نکلے۔"

"فرمایے؟ جیل راہداری میں رک گیا۔۔۔"

"آپ کو دیکھ کر دھانے کیوں۔۔۔ میرا دل آپ کی طرف کھینچتا ہے۔۔۔ آپ نے بڑا تو نہیں مانا۔۔۔ اتنہ وہ۔۔۔ دیکھیے میں کتنا بے وقوف آدمی ہوں۔۔۔ اگر آپ کو میری حرکت پر غصہ آئے تو مجھے معاف کر دیجیے گا۔"

"میں نہیں سمجھا۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔۔۔"

"مجھے زیادہ بڑھنے کھٹنے والوں سے بڑی محبت ہے۔ تشکیل نے بتایا تھا کہ آپ بہت بڑھتے ہیں۔"

"نہیں کچھ اتنا زیادہ نہیں! جیل بننے لگا پڑنے کے لیے اگر میرا دواں بھی ملے تو کم ہے۔"

"سبحان اللہ۔ کتنا عظیم۔۔۔ اور فلسفیانہ خیال ہے۔"

"آپ کو فلسفے سے دلچسپی ہے۔"

"بہت زیادہ۔۔۔"

"تب تو حیرت ہے کہ تشکیل سے آپ کی دوستی کیوں کر ہوئی۔"

"میرے مقدر کی خرابی جناب۔ وہ مجھے بالکل لگو سمجھتا ہے۔"

"ادھر۔ آئیے تو ہم۔۔۔ یہاں کمرے کیوں ہیں۔"

"میں آپ کو اپنا درک دکھاؤں گا۔"

"میری خوش نصیبی ہے۔۔۔ چلیے۔ عمران بڑبڑاتا ہوا اس کے ساتھ چلنے لگا۔ میری سب سے بڑی خواہش یہی ہے۔ کاش اپنے یہاں بھی کوئی اور بجنس تھکر پیدا ہو سکے۔"

"بہر ذی ہوش آدمی کی یہی خواہش ہونی چاہیے۔ جیل نے کہا۔ "مگر مشکل تو یہ ہے کہ ہم سن حیث انفرم اس کی گزری کا شکار ہیں۔"

"جی ہاں۔۔۔ اور کیا۔؟"

"آپ تشکیل کے بے تکلف دوستوں میں سے ہیں؟"

"جی ہاں۔ تشکیل مجھ سے بہت زیادہ بے تکلف ہے۔"

"مہمان ہوئی ہے لیکن گھر والوں کو یہ پسند نہیں ہے۔"

"ارے یہ وہی عورت تو نہیں جس کے متعلق تشکیل نے مجھے بتایا تھا کہ وہ ہاتھ دیکھ کر مستقبل کے بارے میں پیش گوئی کرتی ہے اور چراغ کی نو پر روجوں سے ملاقات کراتی ہے؟"

"جی ہاں لیکن مجھے اس مشن سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔"

"میں تو اس کی علم دوستی اور مذہبیت کا قدردان ہوں۔"

"پھر میں تشکیل کو کیا سمجھاؤں؟ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟"

"جیل نے کوئی جواب نہ دیا۔ ایک کمرے کے دروازے سے پردہ ہٹاتے ہوئے اسی نے عمران کو اندر چلنے کا اشارہ کیا۔"

"یہ کمرہ کافی کشادہ تھا۔ مگر عمران کی سمجھ میں نہ آ سکا کہ وہ لائبریری تھی یا خواب گاہ۔ یہاں ایک طرف ایک پلنگ بھی تھا جس پر لیٹر موجود تھا۔ اور چاروں طرف دیوار سے بڑی بڑی الماریاں لگی کھڑی تھیں۔ ان الماریوں میں کتابیں تھیں جن کی ایک طرف ایک بڑی میز پر اخبارات اور رسائل کے ڈھیر تھے۔"

"تشریف رکھیے۔ جیل نے پلنگ کے قریب بڑی ہولی گڑھی کی طرف اشارہ کیا۔"

"عمران بیٹھ گیا۔ پھر جیل نے خود ہی گفتگو کا سلسلہ شروع کیا!

"میرے خاندان کی عورتیں اشاریٹا سے نفرت کرتی ہیں اور اشاریٹا جانتی ہے کہ وہ اس ملک کی عورتوں سے ہاں کے رسم و رواج کے متعلق معلومات حاصل کرے؟"

"قدرتی بات ہے۔"

"لیکن میرے گھر کی عورتیں اس کی صورت تک دیکھنے لگتی ہیں۔۔۔ آپ خود سوچیے۔ وہ مجھ سے کہتی ہیں کہ ہم اسے گھر والے تمھاری طرح خوش اخلاق کیوں نہیں کرتے۔"

"میرا خیال ہے۔"

"آپ نے کہا تھا۔۔۔ رضیہ کا جملہ۔ جیل مایوسانہ انداز میں بولتی ہے شاید میں اشاریٹا سے خصوصی ملاقات رکھتا ہوں۔"

"معاف کیجیے گا آپ عجیب آدمی ہیں۔"

"عجیب ترین کیجیے۔ عمران سر ہلا کر بولا۔ عورتوں کے ساتھ بے کار وقت ضائع کرنے سے کیا فائدہ۔۔۔ اب یہی ہے۔۔۔ کیا نام اشاریٹا۔۔۔ نہیں بہر حال جو کچھ بھی نام ہو۔"

"اسٹارٹا۔ جیل بڑبڑایا۔"

"جی ہاں۔ جب سے میں نے اُسے دیکھا ہے تپا نہیں کیا ہو رہا ہے میرے سینے میں۔۔۔"

"میں نے آپ کو کھنچنے میں غلطی کی تھی۔۔۔ جیل نے مایوسی سے کہا۔۔۔ اگر آپ جانا چاہیں تو جا سکتے ہیں۔"

"میں نہیں سمجھتا کہ آپ نے مجھے کھنچنے میں غلطی کی ہے؟"

"عمران نے خوش اخلاق سے کہا۔ "اسٹارٹا سے میرا تعارف کرو دیجیے۔"

"آپ ہوش میں ہیں یا نہیں؟۔۔۔ جیل غصیل آواز میں بولا۔

"میں بالکل ہوش میں ہوں۔۔۔ ابھی میرا عشق تیرے اسٹیج میں نہیں پہنچا؟"

"آپ تشریف لے جائیے یہاں سے! اگر آپ تشکیل کے مہمان نہ ہوتے تو۔۔۔"

"ٹھیک اسی وقت کسی نے دروازے پر دستک دی۔"

"آ جاؤ۔ جیل عمران کو خوشخوار نظروں سے گھورتا ہوا بولا۔ ایک نوکر کمرے میں داخل ہو کر بولا۔

"میم صاحب آپ کو یاد کر رہی ہیں۔"

"اچھا! جیل اٹھتا ہوا بولا! اسی کے ساتھ عمران بھی اٹھا! وہ راہداری ہی میں تھے کہ انھیں ایک چیخ سنائی دی۔۔۔ اور جیل بے تحاشا آواز کی طرف دوڑنے لگا۔ پھر عمران نے اُسے ایک کمرے میں داخل ہوتے دیکھا اور اُسی کمرے سے پھر کسی عورت کے پیچھے کی آواز آئی۔ عمران بھی جھپٹ کر جیل کے پیچھے ہی پیچھے کمرے میں داخل ہوا۔

نکرے میں ایک چھوٹی میز پر تین چراغ روشن تھے۔۔۔ اور اشاریٹا سامنے والی دیوار سے لگی کھڑی تھی۔۔۔

"کیا بات ہے!۔۔۔ جیل نے گہرائے بڑے بڑے لہجے میں پوچھا! لیکن نہ تو اشاریٹا کوئی جواب دیا اور نہ ہی اُس کے جیم ہی میں حرکت ہوئی۔ وہ دونوں اس کے قریب پہنچ چکے تھے! عمران نے دیکھا کہ اشاریٹا کا ہر سینے میں لڑا ہوا ہے اور

اشارہ سمیت خوابگاہ میں داخل ہو کر دروازہ بند کر دیا۔

عمران نے فون پر منبر ڈائل کیے اور دوسری طرف سے اس کی ماتحت جبریا نا فٹریز وارٹر کی آواز آئی۔
 "ایکس ٹرا سپیکنگ"۔ عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔
 "یس سر"۔
 "میں صبح سے کئی بار رنگ کر چکا ہوں"۔
 "جی ہاں۔ میں جعفری منزل کے متعلق معلومات فراہم کر رہی تھی۔"

"کیا معلوم کیا؟"
 "سیر ۱۹۲ میں خان بہادر عقیل جعفری نے یہ عمارت ایک غیر ملکی سے خریدی تھی جو خود کو انگریز ظاہر کرتا تھا اور شلاب نگر والے اسے ایک ماہر انجینئر کی حیثیت سے جانتے تھے۔۔۔ لیکن حقیقتاً وہ ایک جرمن جاسوس تھا جو پہلی جنگ عظیم کے زمانے ہی کے یہاں مقیم تھا۔۔۔ یہ راز اس وقت کھلا حجب وہ اس عمارت کو فروخت کر کے قائب ہو چکا تھا۔۔۔" ٹیک ہے۔۔۔ میری معلومات اس سے مختلف نہیں ہیں عمران بولا۔ لیکن پولیس اس عمارت کی تلاشی کیوں نہیں رہی تھی؟
 "مجھے ابھی تک نہیں معلوم ہو سکا۔"
 "معلوم کرو۔ یہ بہت ضروری ہے۔"

"میں فی ثوری ہی کو ایک نظر دیکھنا چاہتی ہوں جناب۔ کیا وہ بہت بوڑھی ہے؟"
 "نہیں تنہا ہی جیسی عمر ہوگی۔ عمران نے جواب دیا۔
 "نہیں یقین نہیں کر سکتی۔ جناب۔"
 "خود جا کر دیکھ لو۔ عمران بولا۔ "اُن لوگوں کی بھیڑ میں مل کر چلی جاؤ جو اس سے اپنے مستقبل کے متعلق کچھ معلوم کرنا چاہتے ہیں۔"

"بہت بہتر ہیں اُسے قریب سے دیکھوں گی۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مجھے آپ کے بیان پر یقین نہیں آیا۔ بات دراصل یہ ہے کہ یورپ میں فی ثوری بی کا نام بہت عرصے سے سنا جاتا ہے۔ اس حساب سے اُسے کو انکم ڈیڑھ سو سال کی ہونا چاہیے۔"
 "کیا تمہیں نہیں معلوم اس گروہ پر حکومت کرنے والی فی ثوری بی کہلاتی ہے۔ خواہ اُس کا پیدا شدہ نام کچھ ہو۔۔۔"

انہیں اس طرح پھیل ہوئی ہیں جیسے اُسے کوئی خوفناک چیز نظر آتی ہو۔ وہ پکس بھی جھپک رہی تھی اور اُس کی آنکھیں تنوں چراخوں پر جمی ہوئی تھیں۔ یہ سیاہ رنگ کے تین دیسے تھے؟ جن میں تیل میں ڈونے ہوئی تین ڈونے کی تکیاں روشن تھیں۔ جمیل نے پھر اُسے مخاطب کیا۔ انداز بالکل ایسا ہی تھا جیسے وہ دُور کے کسی آدمی کو بکار رہا ہو۔ نعتاً اشارہ جھپک پڑی اور پھر کپکپاتی ہوئی آواز میں بولی۔ "اوہ۔۔۔ سڑ جمیل۔۔۔ خدا کے لیے ان چراخوں کو بجھا دو۔"

"کیا بات ہے؟"
 "بجھا دو۔۔۔" اشارہ ٹاڈونوں آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر چیخی۔ جمیل چراخوں کی طرف مڑا اور جھپک کر پھونکیں مارنے لگا۔ لیکن وہ اُن میں سے ایک کو بھی نہ بجھا سکا۔ پھونکوں کی زد پر اُنی ہوئی ٹوٹن منتر سے ہوتی ہوئی معلوم ہوتی لیکن پھر اپنی اصلی حالت پر آ جاتیں۔۔۔
 پھر عمران نے جمیل کو پیچھے ہٹنے دیکھا۔۔۔ اُس کے چہرے پر غور کے آثار نظر آنے لگے تھے۔۔۔ عمران کو حیرت مزور ہوئی تھی لیکن اُس نے خود اُن چراخوں کو بجھانے کی کوشش نہیں کی تھی۔ اُس نے اشارہ کی طرف دیکھا جو اپنے چہرے پر سے ہاتھ ہٹانے ہوئے تھی اور اب پھر اُس کی حالت پہلے کی ہی نظر آرہی تھی!۔۔۔ دفعتاً اُس نے چیخ کر کہا۔۔۔

"نکلو یہاں سے۔۔۔ نکلو جلدی!"
 اور خود بھی دروازے کی طرف چبھتی۔۔۔ جمیل اُس کے پیچھے تھا۔ عمران بھی چپ چاپ باہر نکل آیا۔۔۔ اور اشارہ نے کچھ ایسے انداز میں دروازہ بند کیا جیسے گھر سے کوئی چیز نکل کر اُس پر حملہ کرنے والی ہو۔۔۔ عمران خاموشی سے سب کچھ دیکھتا رہا۔ اشارہ ٹاڈ اور جمیل دونوں بڑی طبع غور و نظر آ رہے تھے۔۔۔ جمیل اُسے سہارا دے کر اپنی خواب گاہ کی طرف جانے لگا۔ عمران اُس کے پیچھے چلتا رہا۔۔۔ دفعتاً جمیل اُس کی طرف مڑ کر بولا۔

"آپ کہاں آ رہے ہیں۔۔۔"
 "میرے لائق کوئی خدمت؟ عمران نے بڑے سعادتمندانہ انداز میں پوچھا۔
 "جی نہیں۔۔۔ آپ جا سکتے ہیں۔ جمیل نے بڑے زہریلے لہجے میں کہا۔ عمران جہاں تھا وہیں رک گیا۔ اُس کے ہونٹوں پر ایک شرارت آمیز مسکراہٹ تھی۔ جمیل نے

دوسری جنگ عظیم کے زمانے میں یہ گروہ ٹوٹ گیا تھا۔۔۔ اور اس زمانے کی فی ثوری بی اپنے ایک دلیر ترین ماتحت افغانی کے ساتھ جرمنی سے فرانس بھاگ گئی تھی۔ پھر اُس نے وہاں ایک جرمن جاسوس کے فرانضی انجام دیے۔ دوسری جنگ عظیم میں فرانس کی تباہی کی ذمے دار زیادہ تر یہی عورت تھی۔ ایک بار اچانک اس کی موت کی خبر بھی مشہور ہوئی تھی لیکن اس کی صداقت میں دُنیا کے سارے ممالک کو شبہ ہے کیونکہ آج تک اس کی موت کا کوئی محسوس ثبوت نہیں مل سکا۔"

"مگر اس عورت کی پہچان کیا ہے جناب۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔
 "سب سے بڑی پہچان یہی ہے کہ اس کی کوئی پہچان نہیں ہے۔ اگر تم اس کا حلیہ دیکھنے بیٹھو تو تمہیں دانتوں پسینہ آ جائے۔۔۔ تم اس کا صحیح حلیہ نہیں بیان کر سکتے قریب سے وہ کچھ معلوم ہوتے ہیں۔ اور کچھ معلوم ہوتے ہیں۔ مختلف پہلوؤں سے بالکل مختلف نظر آئے گی۔"
 "بڑی عجیب بات ہے۔"

"تم دیکھو تو اُسے۔۔۔ نہایت آسانی سے دیکھ سکتی ہو۔ مقدمہ کا حال معلوم کرنے کی بھیڑ کے ساتھ تم جعفری منزل تک پہنچ سکتی ہو۔ وہ خود کو ایک سویس عورت ظاہر کرتی ہے۔ تم ہی سویس ہو لہذا تم اس سے گھل مل بھی سکتی ہو۔"
 "بہت بہتر جناب۔ میں ایسا ہی کروں گی۔"
 عمران نے سلسلہ منقطع کرنے کا ارادہ کیا مگر پھر رک گیا۔
 "ہیلو جلیا۔"
 "یس سر۔"

"اب تم لوگ اس ہوٹل کو چھوڑ کر ایمپائر میں آ جاؤ۔"
 "بہت بہتر جناب۔ دوسری طرف سے آواز آئی اور عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

اُسی شام کو عمران نے تشکیل کو بڑی بدحواسی کے عالم میں دوڑتے دیکھا وہ عمارت کے اُس حصے سے آ رہا تھا جہاں جمیل رہتا تھا۔

"اوہ۔۔۔ عمران۔" وہ اُسے چھوڑتا ہوا بولا۔ جمیل بھائی خطرے میں ہیں! چلو۔۔۔"
 پھر وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتا ہوا اسی طرف بے جانے لگا! بعد صبح سے دوڑتا ہوا آیا تھا۔

"کیا بات ہے! کچھ بتاؤ گے بھی؟"
 "وہ اپنی خواب گاہ کا دروازہ اندر سے پیٹ پیٹ کر جچ رہے ہیں اور میں نے روشندان سے دُحوال نکلتے دیکھا ہے۔"

ماہداری کے سوڑ پر عمران کو بھی جمیل کی چیخیں سنائی دیں۔۔۔ خواب کا دروازہ بند تھا۔ اور اُسے اندر سے پٹپٹا ہوا تھا۔۔۔ اور روشندان سے دُحوال نکل کر فضا میں چکرار ہوتا تھا۔۔۔ یہ دروازہ اندر سے بند ہے۔۔۔ عمران نے کہا۔
 "چنانچہ کیا معاملہ ہے۔۔۔ خدا کے لیے جلدی کرو۔"
 تشکیل کا دم بھولا ہوا تھا۔

"اندر سے کھولو! عمران دروازے پر ہاتھ مار رہا تھا۔
 "نہیں نکلتا۔۔۔" جمیل گھٹن ٹٹنی سی آواز میں بولا۔
 "اچھا نیچے بسٹ جاؤ۔۔۔ دروازے سے الگ ہو جاؤ۔"



فریدی بھولیں۔
 "یہاں تمہاری موجودگی کیا معنی رکھتی ہے؟" جولیسا نے پوچھا۔
 "میں یہاں مینڈکوں کے عروج و زوال پر غور کرنے کے اکٹھا آیا ہوں۔"
 "اور میں اس لیے آئی ہوں کہ تمہیں مینڈکوں کا لیڈر بنا کر کسی گندے تالاب میں دھکا دے دوں۔"
 "گندے تالاب میں تو میں اس چڑے کو دھکا دوں گا جو خواتین میرے پیچھے چڑ گیا ہے، اس میں اتنی جنت نہیں ہے کہ سامنے آ سکے۔ آخر تک ایک نہ ایک دن... تم جانتی ہو نا، میں عمران ہوں۔۔۔ تمہیں کئی بار میلہ تجربہ ہو چکا ہے۔" جولیسا کچھ سوچنے لگی پھر مسکرائی۔ "کیا اس عمارت کے مکینوں سے تمہارے تعلقات ہیں؟"
 "یہ عمارت۔ ہاں۔ یہاں میرا ایک دوست رہتا ہے تشکیل جعفری۔"
 "اور یہ اشاریہ تمہارے ہی ایسا پر یہاں آئی ہے۔"
 "ہاں۔ بالکل۔۔۔ کیونکہ میں اس سے روکنے لگا ہوں۔۔۔ کیا کہتے ہیں اسے یعنی وہ جس میں راتوں کو نیند نہیں آتی۔۔۔ کچھ دے دے دے بھی کئی چرتی ہے۔۔۔"
 "تم جیسے ذکر کو وہ کبھی نہیں ہو سکتا۔۔۔" جولیسا مسکرائی۔
 "تم بھلا میرے دل کا حال کیا جان سکتی ہو؟" عمران نے آنکھیں نکال کر غصیلے لہجے میں کہا۔
 "جولیسا کچھ کہنے ہی والی تھی کہ تشکیل اسی روش پر آنکلا۔ عمران ابھی تک اسی طرح ہاتھ پیٹتا ہے کھڑا تھا۔ تشکیل تیز قدموں سے چلتا ہوا ان سے قریب پہنچ گیا۔
 "اور۔۔۔ ہب۔ عمران دونوں ہاتھ گرا کر اس کی طرف مڑا اور اردو میں بولا۔ "یہ دیکھو۔ یہ لڑکی بھی اشاریہ کی طرح سر نہیں جھکی گئی ہے تمہیں؟"
 "تشکیل اس غیر متوقع سوال پر بھولا گیا۔ جولیسا بھی کم حسین نہیں تھی۔
 "تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" تشکیل نے بھڑائی ہوئی آواز سے پوچھا۔
 "مزنے کر رہا ہوں۔ اگر تم اس لڑکی کو مہمان بناؤ تو تمہاری اہلی کا ہارٹ فیل ہو سکتا ہے۔"
 "کیا کہتے ہو۔۔۔"

"بحر ہے کے طور پر میری جان۔۔۔"
 "بکواس مت کرو۔ بتاؤ یہ کون ہے؟"
 "جولیسا اردو نہیں سمجھ سکتی تھی۔ اس نے اُن کو کہا۔ "میں اس اشاریہ سے ملنا چاہتی ہوں۔"
 "اور ہم آپ نے وہ بورڈ نہیں دیکھا؟ تشکیل گڑبڑا کر بولا۔
 "میں اس کی ہونٹوں پر ہنسی۔ وہ مجھ سے ہر حال میں ملے گی۔"
 "اچھا دیکھیے۔ میں اطلاع پہنچاتا ہوں۔ آپ کا کارڈ۔"
 "جولیسا ونٹی بیگ سے اپنا کارڈ نکالتے ہو۔"
 "تشکیل اس کا کارڈ دیکھتا ہوا بولا۔ "چل کر بیٹھے اندر یہاں اس طرح کھڑے رہنا تو اچھا نہیں معلوم ہوتا۔"
 "یہ آدمی میرا رستہ روکے ہوئے ہے۔" جولیسا عمران کی طرف دیکھ کر بخندگی سے بولی۔
 "کیا پہلے سے تمہاری جان پہچان ہے؟" تشکیل نے عمران سے اردو میں پوچھا۔
 "ہرگز نہیں۔۔۔ ویسے یہ لڑکی مجھے تمہارے لیے اچھی لگتی ہے اگر اسے جہان بنانے کا ارادہ ہو تو میں اس کو اشاریہ سے نہ ملنے دوں۔"
 "تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔" تشکیل جھنجھلا گیا پھر اس نے جولیسا سے انگریزی میں کہا۔ "آئیے چلیے۔"
 "عمران ایک طرف ہٹ گیا۔ جولیسا تشکیل کے ساتھ چلی گئی۔ عمران وہیں روش پر تھکتا رہا تا تقریباً دس منٹ بعد جولیسا واپس آئی۔ تشکیل اس کے ساتھ تھا۔
 "کیوں کیا ہوا؟ عمران نے اردو میں پوچھا۔
 "اس نے ملنے سے انکار کر دیا۔ تشکیل نے جواب دیا۔
 "اچھا اب تم براہ کرم واپس جاؤ۔۔۔ تم بالکل گمے ہو اور میرا کھیل بگاڑ دو گے۔ قلعی نہیں۔ کچھ نہیں بس چلے ہی جاؤ۔ ورنہ میں ابھی اور اسی وقت یہاں سے چلا جاؤں گا۔"
 "تشکیل خاموشی سے رہائشی عمارت کی طرف مڑ گیا۔ عمران جولیسا کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔
 "تم اشاریہ سے کیوں ملنا چاہتی ہو۔ کیا تمہارے چہرے آئینہ سے تمہیں کوئی ہدایت ملی ہے؟"
 "وہ چہرہ ہی سہی۔" جولیسا جھاسا سنہ بنا کر بولی۔ "لیکن کیا وہ بھرت کی طرح تم پر سوار نہیں رہتا۔۔۔ کیا اس نے تمہارے منہ سے شکار نہیں پھینے ہیں۔"

"اور۔۔۔" عمران نے بخندگی سے کہا۔ "مجھے تسلیم ہے۔ لیکن میں اسے کسی دن روشنی میں لا کر ذلیل کر دوں گا۔" میرا نام عمران ہے؟
 "تمہارے فرشتے بھی ہمارے چپٹ آئینہ تک نہیں پہنچ سکیں گے۔" جولیسا اپنا آؤ پر ہی ہونٹ بھیج کر بولی۔
 "بہت جلد مستقبل قریب میں۔ ویسے کیا اسی نے تمہیں یہاں بھیجا ہے؟"
 "یہی سمجھو۔۔۔ پھر میری آمد کا مقصد واضح ہو جائے گا۔۔۔ غالباً تم سمجھ گئے ہو گے۔"
 "میں نہیں سمجھا۔"
 "تم سمجھو یا نہ سمجھو۔ ایکس ٹو غروب جھٹکا ہے۔ اور رقم اتفاق سے نادانستہ طور پر اُسی کے لیے کام کر رہے ہو۔"
 "اس کی ایسی کی تھی؟" عمران بڑی طرح جھنجھلا گیا۔ اگر وہ اس معاملے میں دخل انداز ہوتا تو میں اس کی دھجیاں بکیر دلا دیتا۔" روتے کیوں ہو رہے؟ جولیسا نہیں بڑی۔
 "ابھی بات ہے میں اُسے خبردار کر دوں گا کہ ٹکڑے قارب کی سیکورٹ سروس اس میں دلچسپی لے رہی ہے۔"
 "اگر تم نے ایسا کیا تو اپنی حالت پر افسوس کرنے کے لیے زندہ رہو گے۔"
 "راستہ اُدھر ہے۔" عمران نے پھانگ کی طرف اشارہ کیا اور خود عمارت کی طرف مڑ گیا۔ پھر اُس نے پلٹ کر بھی نہیں دیکھا کہ جولیسا کھڑی ہے یا چلی گئی۔
 "وہ پورے آدھے گھنٹے میں داخل ہو رہا تھا کہ غزالہ نے اُسے مخاطب کیا۔ اے۔۔۔! سہانا! ذرا ایک منٹ۔"
 "عمران دنگ کر اس کی طرف مڑا اور کسی لڑکی عورت کی طرح ہنسا کر بولا۔ "تم غرور ملانا۔"
 "یہ عورت کون تھی۔۔۔"
 "میری بھائی کی سالی۔۔۔ تم سے مطلب۔۔۔"
 "یہاں کیوں آئی تھی۔۔۔؟"
 "تشکیل کے ساتھ اس کی شادی ہو گی۔ پھر دیکھوں گا تمہاری اہلی جہان کو۔"
 "کیا۔۔۔ غزالہ حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بولی۔ تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔"
 "تمہارے تمہاری اہلی مر جائیں۔۔۔ عمران دانت اسی کے علاوہ غزالہ کا کچا کڑی دھنکی ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے

اس کے جواب کے لیے اس کے پاس الفاظ ہی نہ ہوں۔۔۔۔۔ عمران اُسے پتھر کھڑی چھوڑ کر اندر چلا گیا۔ وہ سیدھا اس حصے کی طرف آیا جہاں جیل رہتا تھا۔۔۔ وہ اپنے کمرے میں موجود تھا اور اشاریہ ابھی وہیں تھی۔ عمران اجازت لیے بغیر کمرے میں گھسنا چلا گیا۔
 "ہائیں۔ کیا۔۔۔ یعنی کہ۔۔۔" جیل اچھل کر کھڑا ہوا۔ بھلا یا اشاریہ جو شمال میں پٹی ہوئی ایک آرام گری پر دھڑکتی ہو کھلا کر سیدھی بیٹھ گئی۔
 "میں آپ لوگوں کی خیریت دریافت کرنے آیا تھا۔"
 "عمران نے احمقانہ انداز میں کہا۔
 "کم از کم۔۔۔ آپ کو اجازت تو لینا چاہیے تھی؟" جیل نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔
 "ارے واہ۔۔۔ تو گویا۔۔۔ کیوں جناب۔۔۔ کیا میں نے آپ کی خراب گاہ کا دروازہ اجازت لے کر توڑا تھا۔۔۔؟"
 "میں نہیں سمجھ سکتا کہ آپ کس قماش کے آدمی ہیں۔" قماش کیا چیز ہے۔۔۔ ذرا مجھے اس کے معنی بتاؤ۔
 "دیکھیے۔۔۔ پھر آپ کی بات کا جواب دوں گا۔"
 "آپ اگر اس وقت مجھے معاف کریں تو بہتر ہو گا۔" جیل نے اُٹھتے ہوئے بچے میں کہا۔
 "یہ ناممکن ہے۔۔۔ آج میں فیصلہ کروں گا۔"
 "کس بات کا۔۔۔"
 "یہ عورت آپ سے محبت کرتی ہے یا مجھ سے۔"
 "گفتگو اردو میں ہو رہی تھی اس کے باوجود بھی جیل کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔ اور وہ کن آنکھوں سے اشاریہ کی طرف دیکھنے لگا جو عمران کو عجیب نظروں سے گھور رہی تھی۔
 "عمران بڑا تاربا۔ کل جو کچھ بھی ہو یہی بد بھادوں کا اثر تھا۔۔۔ ایک بے غصے بھنے دل کی آہیں تھیں جنہوں نے تمہاری خراب گاہوں آگ لگا دی تھی۔۔۔ اگر تم میرے راستے سے نہ ہٹ گئے تو خود بھی جل جھن کر کباب ہو جاؤ گے۔"
 "کیا تم پاگل ہو گئے ہو؟" جیل حلق بھاڑ کر چخا۔
 "کیا بات ہے؟" اشاریہ نے انگریزی میں پوچھا۔
 "یہ آدمی مجھے خواہ مخواہ غصہ دلاتا ہے۔۔۔"
 "کیا یہ انگریزی نہیں بول سکتا۔۔۔ یہ کون ہے؟ تم کہہ رہے تھے کل اسی نے تمہاری جانی بچائی تھیں؟"
 "میں انگریزی بول سکتا ہوں۔" عمران نے سعادت مندانہ

انداز میں سر ہلا کر کہا: "مگر انگریزی میں اظہارِ مشق کے طریقے سے ناواقف ہوں۔"

"کیا مطلب۔۔۔ اشاریائی پیشانی پر ٹھیکس پڑ گئیں۔"

"مشق۔۔۔"

"چلے جاؤ۔۔۔ یہاں سے۔۔۔" جمیل صلیق پھاڑ کر چیخا اور ساتھ ہی اس نے عمران پر پھینک مارنے کے لیے ایک گلدان اٹھایا۔ لیکن اس کا وار خالی گیا۔ گلدان سامنے والی دیوار سے ٹکرایا اور اس کے ریزے چھتھتاتے ہوئے فرش پر گرے۔

عمران نے پادریوں کے سے انداز میں دونوں ہاتھ اٹھا کر اُسے بد دعا دی۔۔۔ اور اشاریائی گولہ بڑے مستقبل کی خبر دیتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

اسی رات کو فکیل اشاریائی پُر اسرار نقل و حرکت کی نگرانی کے لیے عمارت کے ایک دیوان حصے میں تنہا کھڑا تھا۔۔۔ دو بج چکے تھے اور سردی شباب پر تھی: آسمان صاف تھا: اور تاروں کی دو دو چھار روشنی ہر طرف بکھری ہوئی تھی۔۔۔ فکیل ایک ستون سے چٹا کھڑا تھا۔۔۔ اس نے اشاریائی کتاب تک زیادہ تر اسی حصے میں دیکھا تھا۔ آج عمران بھی اس کے ساتھ ہی آیا تھا لیکن اب اس وقت فکیل نہیں کہہ سکتا تھا کہ عمران کہاں ہو گا! عمارت کے اس حصے تک وہ ساتھ ہی آئے تھے۔ لیکن پھر وہ کس دوسری طرف کھسک گیا تھا۔۔۔ چونکہ تاروں کی چھاؤں میں دیکھ لے جانے کا جذبہ تھا اس لیے فکیل نے اس کی تلاش میں ادھر ادھر جھکتنا مناسب نہ سمجھا: جس ستون کے نیچے چھپا تھا کافی جیسم تھا۔ اُسے زیادہ دیر تک بیٹھا نہیں بٹھرتا پڑا۔۔۔ سامنے تاروں کی ملجلی روشنی میں ایک متحرک سایہ نظر آ رہا تھا: ایک بیک وہ ستون سے تقریباً دس گرنے فاصلے پر ڈگ گیا اور ساتھ ہی فکیل کی آنکھوں کے سامنے ستارے اُٹھنے لگے۔ اور وہ کسی تناور درخت کی طرح زمین پر آ رہا: تاریکی سے کیا جانے والا حملہ کچھ اتنا ہی شدید تھا: اس کے سر پر کسی دزدنی چیز سے ضرب لگائی گئی تھی۔۔۔ اس کے حق سے آواز دنگ نہ نکل سکی۔ حلاکتہ میں پر گرتے وقت بھی اُسے ہوش تھا: پھر اس کے بعد اُسے یاد نہیں کیا ہوا: دوسری بار آنکھ کھلنے پر اُسے اپنا سر سراد سے بھرا ہوا پھر اُسے معلوم ہونے لگا۔ کچھ اسی قسم کی تکلیف تھی جیسے جسم سے سر الگ کرانے بغیر وہ تکلیف رفع نہ ہو سکے گی: اس

نے آنکھیں کھولیں لیکن اُسے اپنے چاروں طرف اگے زرد رنگ کے فبار کے علاوہ اور کچھ نظر آیا اُس نے پھر آنکھیں بند کر لیں۔۔۔ کانوں میں سیٹیاں سی بج رہی تھیں اور اس کے علاوہ بھی اُسے کچھ اس قسم کے شور کا احساس ہوا تھا جیسے کسی گتے جنگل میں اندری آگنی ہو رہا ہو: یہ شور ختم ہو گیا اور اُسے کسی کے قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ اس نے پھر آنکھیں کھولیں: اس بار اُسے دھندلے دھندلے سے دور دیر انداز نظر آنے اور پھر آنکھوں کے سامنے چھائی ہوئی دھندلہ روشنی آئی وہ ایک اچھے خاصے بچے جھڑنے کمرے میں ایک آرام دہ بستر پر پڑا ہوا تھا مگر یہ کچھ جعفری منزل کا نہیں ہو سکتا تھا: فکیل نے اُنہیں کی کوشش کی لیکن دوسرے ہی لمحے کسی نے اُس کے سینے پر ہاتھ رکھ دیا۔۔۔ اور ایک بہت ہی لطیف خوشبو سے اس کا دماغ معطر ہو گیا: اس پر ایک حسین چہرہ جھککا ہوا تھا۔

"بیٹے رہیے۔ ایک مترنم آواز کانوں کے پردوں سے ٹکرانی: آپ کا سر جیسی طرح زخمی ہے۔"

فکیل بے حس و حرکت رہ گیا: لڑکی بہت حسین تھی۔۔۔ اور معصوم بھی: عمر مشکل اٹھارہ سال رہی ہوگی: وہ مشرقی صحت کا ایک بہترین نمونہ تھی۔

"میں کہاں ہوں؟ فکیل بدقت کہہ سکا۔"

"وہ ستون میں۔۔۔ آپ ٹکرانے کیجیے: کیا آپ بہت زیادہ کمزوری محسوس کر رہے ہیں؟"

"جی نہیں، میں بالکل ٹھیک ہوں: فکیل نے مکرانے کی کوشش کی۔"

"آپ اگر خاموش رہیں تو بہتر ہے: ڈاکٹر نے یہی مشورہ دیا تھا۔"

"اچھا تو۔۔۔؟"

"آپ کی کہنا چاہتے ہیں: کم سے کم الفاظ میں کہیے ان خاموش ہو جائیے۔"

"یہاں مجھے کون لایا ہے؟"

"اچھا میں بتاتی ہوں: لیکن آپ خاموش ہی رہیے گا: کچھ لوگ آپ کو مستحضر حالت میں کہیں لے جا رہے تھے: میرا بابا دیرینی پہنچے۔ انہوں نے ان لوگوں کو روکا اور وہ آپ کو چھوڑ کر جھاگ گئے: وہ دو آدمی تھے اور ان کے ساتھ ایک عورت بھی تھی۔"

"کیا کوئی غیر ملکی عورت تھی؟"

"آپ پھر بولے۔۔۔ میں یہ نہیں بتا سکتی تھی کہ وہ کوئی ملکی عورت تھی یا غیر ملکی: بابا نے مجھے جتنا بتایا ہے اتنا ہی جانتی ہوں: تفصیل آپ اُنہیں سے پوچھ لیجیے گا: ویسے میں یہ اور بتا سکتی ہوں کہ آپ ایک بہت بڑے گھٹنے میں بند تھے: جب بابا نے اُنہیں لڑکا تو وہ تھکلا چھوڑ کر جھاگ گئے آپ بے ہوش تھے۔"

"آپ کے بابا کیا کرتے ہیں؟"

"ان کا تعلق محکمہ سرائی سے ہے۔"

فکیل خاموش ہو گیا: وہ سوچ رہا تھا شاید اشاریائی اس بات سے واقف ہو گئی ہے کہ میں اس کا تعاقب کیا کرتا ہوں اسی لیے آج مجھ پر حملہ کیا گیا: لیکن وہ اور اس کے ساتھ ناکام رہے۔"

"آپ کے بابا کہاں ہیں: میں ان سے ملنا چاہتا ہوں۔"

"بس آپ سو جائیے ذرا سی دیر میں میرا سو جاؤ: فکیل اس صبح آپ سے ملیں گے پھر پوچھیں گے کہ باقاعدہ طور پر اس کی طبیعت دی جائے گی۔"

فکیل خاموش ہو گیا اور لڑکی بائیں جانب والی کرسی پر جا رہی۔۔۔ وہ اتنی دلکش تھی کہ فکیل کو اپنی سر کی تکلیف کا احساس بھی نہیں رہ گیا تھا وہ اُسے متوازی دیکھے جا رہا تھا: اور لڑکی اس طرح دھمکانا چاہتی تھی۔۔۔ پھر فکیل نے سوچا کہ اُسے اس طرح دھمکانا چاہیے: اس نے آنکھیں بند کر لیں اور جلد بکھر کر بند ہو گیا: اسے نیند کی بجائے فکری ہی کہنا زیادہ۔۔۔ وہ سب کچھ کا کہہ کر سر کی تکلیف نیند سے گھورتا نہیں کر سکتی تھی: لیکن وہ لڑکی کا ناظر نگار وہ اندازہ نہیں کر سکا۔۔۔۔۔

لڑکی کی طبیعت اب پہلے سے بھی زیادہ بڑھ گئی تھی: آنکھ کھلیں: اسے وہی لڑکی نظر آئی تھی جسے دیکھتے دیکھتے وہ پھلی ہوئی تھی۔۔۔ وہ اب بھی وہی لڑکی پر تھی ہوئی تھی: لیکن اب اس کا طبیعت میں کچھ کمی محسوس کر رہے ہیں: لڑکی نے کہا۔

"میں اب کون سا کھڑا ہوں۔۔۔ میں آپ کو لگا رہا ہوں۔"

"اب وہ لڑکی نہیں رہی: اب وہ لڑکی مسکرائی: میں نے کہا: اب وہ لڑکی ابھی بھی ہے: آپ کا دل بڑھ گیا۔"

"اب وہ لڑکی ابھی بھی ہے: آپ کا دل بڑھ گیا۔"



انہی دھرت کی کمی تھی؟

کو لے جانے والوں کے ساتھ تھی: وہ اس کی شکل: اچھی طرح دیکھ چکے تھے: مردوں نے تو اپنے چہرے نقابوں میں چھپا رکھے تھے: کاش مجھے معلوم ہو سکتا کہ وہ کون عورت تھی؟"

"کیا آپ کو کسی خاص عورت پر شبہ ہے: لڑکی نے پوچھا: "

"جی ہاں اسی لیے تو میں اس کا تحلیل معلوم کر کے فکری کرنا چاہتا ہوں۔"

"بابا سے آپ آدھ گھنٹے بعد مل سکیں گے۔"

دودھ کے مطابق اس نے آدھے گھنٹے بعد فکیل کو اپنے بابا سے ملایا۔۔۔

"یہ بابا ایک قوی سیکل اور دراز قد ہوڑھا تھا۔۔۔ اگر اس کے بال سفید نہ ہوتے تو اُسے کوئی بھی "بابا" کہنے پر تیار نہ ہوتا: اس کے صحت مند اور توانا چہرے پر گہرے دار بے داغ سفید مورچیں بڑی عجیب لگتی تھیں: وہ بڑے اخلاق سے پیش آیا: فکیل سے اس کے متعلق استفسارات کرتا رہا پھر بولا: "تو آپ جعفری خاندان سے تعلق رکھتے ہیں: "

"جی ہاں۔۔۔ آپ براہ کرم بتائیے کہ۔۔۔"

"مشرقیہ۔۔۔": ہوڑھا ہاتھ اٹھا کر بولا: "آپ کے سر میں چوٹ کیسے لگی تھی۔۔۔"

"چوٹ۔۔۔": فکیل کچھ سوچنے لگا پھر بولا: "میں نے جاسکوں گا اب تو پچھلی رات معمول کے مطابق میں اپنے کمرے میں سو رہا تھا: مجھے اتنا ہی یاد ہے: ابعد کی باتیں مجھے ان سے معلوم ہوتی تھیں۔"

فکیل نے لڑکی کی طرف اشارہ کیا۔

"بڑی عجیب بات ہے: ہوڑھا بڑھ کر رہ گیا: وہ لڑکی اب لڑکیوں سے فکیل کی طرف دیکھ رہا تھا: پھر دھرتا اس نے کہا۔

"آپ کو اس مسئلے میں کسی نہ کسی پریشانی تو ہو گا گی۔"

"میرے توں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہے مجھ پر۔" خشک نے جلدی

جلدی پکس جھپکاتیں کھینچے کسی پریشانی نہیں ہے۔۔۔

"کسی عورت کا کوئی قصہ۔۔۔" بھڑھے نے کہا اور پھر

لڑکی کی طرف اس طرح دیکھا جیسے اب یہاں کی موجودگی ضروری

نہ ہو۔ لڑکی چپ چاپ آگلی اور کمرے سے چلی گئی۔

خشک بڑھے ہوئے اپنی ناک سے ہلاتا ہوا بولا۔ "آج تک

کوئی عورت میری زندگی میں داخل نہیں ہوئی۔۔۔"

"کوئی ایسی عورت جس نے زبردستی آپ کی زندگی میں

داخل ہونے کی کوشش کی ہو۔۔۔"

"کاش کبھی ایسا بھی ہوتا۔" خشک نے غصے سے سانس لی۔

"کیا آپ کسی ایسی عورت سے واقف ہیں جس کے

اوپر ہونٹ بائیں جانب ایک ابھرا ہوا سیاہ تل ہوا۔۔۔"

اور ٹھوڑی میں گڑھا۔"

"کیا مطلب۔۔۔" خشک نے بول کھلا کر اٹھا جانا۔

"بیٹے رہے۔۔۔ آپ کا سر زخمی ہے۔" بڑھے نے

اس کے سینے پر ہاتھ رکھ دیا۔

"کیا اس عورت کی ناک میں سُرُخ لگنے کی کیل بھی تھی۔"

"آہ۔۔۔" ٹھہرے۔۔۔ بڑھے نے کی پیشانی پر سونٹیں پڑ

گئیں اور وہ آہستہ آہستہ سر ہلاتا رہا۔۔۔ پھر بولا۔ "یقیناً تھی۔۔۔"

مجھے اچھی طرح یاد ہے کیونکہ میں نے آج تک کسی الٹا موڑن

لڑکی کو ناک میں کیل پہنے نہیں دیکھا۔۔۔ یہ معمولی چیز ناک کا

ہی میں سے ہونے کی بنا پر مجھے یاد رہ گئی ہے۔۔۔"

خشک کا پورا جسم پیسے میں ڈوب گیا۔ کیونکہ یہ جیل کی بیوی

رضیہ کا خلیہ تھا۔ اس نے کچھ دیر بعد بچھت سی آواز میں پوچھا۔

"کیا ایسی ہی کوئی عورت ان دونوں آدمیوں کے ساتھ تھی۔۔۔"

بڑھے نے اس کے چہرے پر نظر جمائے جوئے اثبات

میں سر ہلادیا۔ خشک نے آنکھیں بند کر لیں۔ بڑھے نے کچھ

دیر بعد پوچھا۔

"کیا آپ ایسی کسی عورت کو جانتے ہیں۔"

"نہیں۔۔۔ میں نہیں جانتا۔"

"پھر آپ نے ناک کی کیل کا حوالہ کیوں دیا تھا۔"

"اودھیں بونہی۔۔۔ زبان سے نکل گیا تھا۔"

"میں اسے تسلیم کرتے ہیں تیار نہیں۔ آخر آپ

کیوں چپ رہے ہیں بتائیں وہ لوگ آپ سے کیا برتاؤ کرتے؟"

"آپ میں آپ کو کس طرح یقین دلاؤں کہ ناک کی کیل

کا حوالہ قطعی اتفاق تھا۔ میں بونہی زبان سے نکل گیا۔"

"میں لاکھ برس تسلیم نہیں کر سکتا۔۔۔"

"نہ کیجیے۔۔۔" خشک نے جھنجھلا کر کہا۔۔۔ پھر فوراً ہی

سنبھل کر بولا۔ "اس لمحے کے لیے معافی چاہتا ہوں۔"

در اصل سر کی تکلیف کی وجہ سے دماغ قابو میں نہیں ہے۔"

"کوئی بات نہیں ہے بڑھے مسکرایا۔" اس گھر کو اپنا ہی

گھر سمجھے مگر ایک درخواست ہے ایک نہیں بلکہ دو۔"

"فرمائیے، فرمائیے۔"

"پہلا وہ تھک کر میں بچوں کا پتا نہ لگاؤں آپ یہاں سے

جانے کا ارادہ نہ کریں۔ مطلب یہ کہ آپ کو یہاں چھپے رہنا پڑے

گا۔ میں اس معاملے میں اپنی احتیاط برت رہا ہوں کہ کوئی انحال

اس واقعہ کی رپورٹ تک باقاعدہ طور پر درج نہیں کرنا چاہتا۔

یہاں آئے دن ایسی وارداتیں ہوتی رہتی ہیں۔ ایک بہت

بڑا گروہ ان کا فتنے دار ہے۔ وہ لوگ آئے دن کسی نہ کسی

مالدار آدمی کو پکڑ کر اس کے لواحقین سے بھاری بھاری رقموں

کا مطالبہ کرتے ہیں یہاں کی پولیس عرصے سے پریشان ہے۔

لیکن اس کے پاس ان لوگوں کا کوئی سابقہ ریکارڈ نہیں ہے۔"

خشک کچھ بولا۔ بڑھے نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد

کہا۔ "اور دوسری بات بھی سن لیجیے۔ میں بہت مسات گو

آدمی ہوں۔ برآمدی کو مسات کر دینا چاہیے۔۔۔ آج کل کے

نوجوانوں میں ایک بڑا خط پایا جاتا ہے جہاں کوئی عورت یا

لڑکی اخلاق سے پیش آئی سمجھ لیتے ہیں کہ وہ ان کے عشق میں

متلا ہو گئی ہے۔ حالانکہ اس کے دل میں ذرہ برابر ہی اس قسم

کا کوئی خیال نہیں ہوتا لیکن یہ چھو کر سے جنوں کی سی حرکتیں کر کے

خودغرضہ دوسرے ناکہ ہاتھ نظر سے بھی آنکھیں اپنی طرف متوجہ

کر لیتے ہیں۔ یہ لڑکی جو پچھلی رات سے آپ کی خدمت کرتی رہی

ہے اس پر دم کیجیے گا۔ یہ بہت بڑے فلوں لڑکی ہے۔۔۔ اور میری

اکھوں بچی۔۔۔ میں اسے غلط راستوں پر نہیں دیکھ سکتا۔" خشک

کو اپنی آمادہ حلق میں پھنستی ہوئی معلوم ہونے لگی۔ اس کی کچھ

میں نہیں آسکا کہ جواب میں کیا کہے۔ ویسے بڑھے اس کے

جواب کا انتظار رکھے بغیر ہی کمرے سے جا چکا تھا۔

جعفری منزل میں سراسیمگی پھیل گئی تھی۔ خشک کی پراسرار

مگر شہدگی بیگم جعفری کے لئے نئی آنکھیں سے آئی۔۔۔ پہلے تو وہ

سمجھتی رہیں کہ خشک خلافت عادت انھیں مطلع کیے بغیر نہیں چلا

گیا ہے۔۔۔ لیکن جب کافی وقت گزر گیا تو پریشانی بڑھ گئی۔۔۔

خشک اور جیل شروع ہی سے ان کے پابند رہے تھے۔ انھیں

جہاں بھی جانا ہوتا بیگم جعفری کے علم میں لا کر جاتے۔ جیل تو سختی

سے اس اصول پر کار بند تھا۔ البتہ خشک کبھی کبھی بتائے بغیر باہر

بھی چلا جاتا۔۔۔ مگر وہ جہاں بھی ہوتا فون پر اس کی اطلاع بیگم

جعفری کو ضرور دے دیتا تھا۔ دن ڈھل گیا مگر خشک واپس نہ آیا۔

۔۔۔ بیگم جعفری پانچ گھنٹوں کی طرح ساری عمارت کے پھر کاٹ رہی

تھیں۔ ایک جگہ عمران سے بڑھ چڑھی۔ جو ایک سترن سے

ٹپک لگانے آنکھیں بند کیے کھڑا تھا۔

"کیا اس نے آپ کو بھی نہیں بتایا تھا۔" بیگم جعفری نے

اسے مخاطب کیا اور وہ چنک پڑا۔

"جی۔۔۔" اس نے پکس جھپکاتیں۔

"میں خشک کے متعلق کہہ رہی ہوں۔"

"او۔ ہاں۔۔۔ ایسا میزبان آج تک میری نظروں

سے نہیں گزرا۔۔۔ مجھ سے کہا تھا کپٹک پر نہیں گئے۔۔۔ اور

لو قاطب۔"

"میری کچھ میں نہیں آتا کیا کروں۔۔۔"

"کیا کچھ میں نہیں آتا۔۔۔"

بیگم جعفری اس کے ساتھ جھک مارنا فضول سمجھ کر

اٹھ کر نکلیں۔۔۔ عمران بدستور وہیں کھڑا رہا۔۔۔ کچھ دیر

بعد وہاں سے یقین ہو گیا کہ اس پاس کوئی سرور نہیں ہے تو وہ

اس کمرے میں جاگسا جہاں فرن رکھا ہوا تھا۔

"اودھیں۔۔۔ اس نے بیرو ڈھل کر کے ماڈھ پیس میں

کہا۔ "کون ہے۔"

"جعفری۔۔۔ جناب۔"

"جولیانہ۔۔۔ کیا کر رہی ہے۔۔۔"

"وہ سیاہ ٹائی مالوں کے بیچھے ہے۔"

"ٹھیک۔۔۔ تم جعفری منزل پہنچ جاؤ۔ تمہیں اس عورت

پر نظر رکھنی ہے۔ آج شاید وہ تنہا باہر جائے گی۔ میں تمہیں صوف

اس کا تعاقب کرتا ہے۔۔۔ اور کسی معاملے میں دخل اندازی

کرنے کی ضرورت نہیں ہے خواہ وہ کچھ ہو۔"

"بہت بہتر جناب۔"

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔ پھر کمرے سے نکل ہی رہا تھا

کہ غزالہ آگرائی۔ آخر آپ بتاتے کیوں نہیں کہ جیتا کہاں ہیں؟

اس نے ناک چڑھا کر کہا۔

"آپ کے جیتا نے میری مٹی پلید کر دی۔" غزالہ نے مسرور بولا۔

"کیوں۔"

"انھوں نے مجھے بڑا دھوکا دیا ہے۔"

"کیا دھوکا دیا ہے؟ غزالہ اسے گھورنے لگی۔

"کچھ نہیں۔۔۔ آپ سے کیا بتاؤں؟"

"آپ مجھے ان کا بتاتا ہے۔ میں اس کچھ نہیں جانتی۔"

"بتانا اچھا کہیں نوٹ کر لیجیے لا عمران نے بخندگی سے کہا۔

"جعفری منزل شاداب نگر۔"

"اچھی بات ہے۔" غزالہ دانت چس کر لیں۔

"مجھے یقین ہے کہ آپ جیتا کے متعلق بہت کچھ جانتے ہیں۔"

"میں جیتا کے متعلق بہت کچھ جانتا ہوں۔" عمران نے

بخندگی سے کہا۔

علم الاعداد، علم دست شناسی، علم تحریر، علم قیافہ، علم نجوم، علم کہنہ شناسی،

ہر دور میں نہ چھوڑا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ذی روح کو دماغ نام کا کمپیوٹر

عطا کیا ہے اس کمپیوٹر میں سوچنے سمجھنے اور محسوس کرنے کی صلاحیتیں بھری ہیں

ضرورت ہے کسی علم کی طرف توجہ دی جائے صرف توجہ دینے ہی سے ہر شے کو دوا اور

دوا کے لئے ہر طرح سلجھایا جا سکتا ہے۔ سینکڑوں ماہرین نے ہزاروں سال تجربات

کئے۔ ہمارے ایس صدیق نے سب کے تجربات کو موجودہ صدی میں دنیا

پر اسرار علم کے نام سے یک جا کر دیا ہے۔ دیر و نیر عالم احوال

”تو پھر تکتے کیوں نہیں۔۔۔“
 ”یتا تا بھڑوں۔۔۔ مگر تم میرے کہنے پر امتیاز کر دو گی؟“
 ”کیوں نہ کروں گی؟“
 ”وہ جہاں کہیں بھی ہیں، بالکل بغیر تہ ہیں، تم اپنی اتنی سے کہہ دو، بھلا خوارہ بوریہ ہوں۔“
 ”اس طرح جانے کی کیا ضرورت تھی، بتا کر نہیں جاسکتے تھے؟“
 ”مجھ سے بحث نہ کرو، میں صرف یہ جانتا ہوں کہ وہ کہیں گئے ہیں، یہ نہیں جانتا کہ کہاں گئے ہیں، مجھ سے کہا تھا کہ علیحدگی والیں آجائیں گا۔“
 ”میرا توک نہیں سمجھ سکتے کہ آپ کس قسم کے آدمی ہیں؟“
 ”کیا میں آپ کی خوشامد کرتا ہوں کہ مجھے بھگنے کی کوشش کیجیے؟“ عمران جھٹکا کر رہا تھا۔
 ”میں آپ سے بات نہیں کرنا چاہتی۔“ خزانہ نے جھٹکے بھگنے، لیجے میں کہا اور وہاں سے چلی گئی، عمران پھر اس کمرے میں داخل ہوا، جہاں فون رکھا ہوا تھا، اس بار اس نے جویلا کے منبر پر اٹھ کر کیے جواب دہنے میں دیر نہیں لگی۔
 ”ایس سر۔۔۔“ دوسری طرف سے آواز آئی۔
 ”کیا ہوا۔۔۔؟“
 ”بڑی خوشامدی پیش آرہی ہے جناب، کیس بہت بڑا نا ہے، اس کا کوئی ریکارڈ بھی موجود نہیں ہے۔۔۔ اس عمارت سے متعلق فیر ملکی جاسوس کی کہانی ضرور مشہور ہے، لیکن تفصیل کسی کو نہیں معلوم۔۔۔ البتہ ایک آدمی سے کچھ معلومات حاصل کرنے کی توقع تھی مگر اس کی حالت ایسی نہیں ہے کہ وہ کچھ بتا سکے؟“
 ”کون ہے؟“
 ”ایک دیشا رڈوسی، آئی ڈی سب انسپکٹر۔۔۔ جو اس زمانے میں نہیں تھا، مگر وہ کامریٹل ہے۔۔۔ آج کل اس کی حالت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔ سانسوں کی وہ تیزی ہے کہ وہ ایک نظر بھی نہیں برل سکتا، میں نے تحریک کو ذریعہ گفتگو بنانا چاہا لیکن اس کے ہاتھ میں دھڑکتی ہوئی ہے۔“
 ”میرا خیال ہے کہ تم اس سلسلے میں عمران سے مسدود حاصل کرو؟“
 ”وہ کیا کر سکے گا؟“
 ”مجھ نہ کچھ کمری ہے گا، تم فکر نہ کرو، میں نے اسے بڑی طرح جکڑ لیا ہے اور وہ فی الحال میرے چبھے سے نہیں نکل سکتا، اس

سے جو کام چاہو لے لو۔۔۔“
 ”تو میں اسے وہاں لے جاؤں۔۔۔ (بھوہ آدمی آج کل ایک سرکاری شفا خانے میں ہے۔۔۔)“
 ”ہاں۔۔۔ تم اسے وہاں لے جاؤ۔۔۔ اچھا ہاں۔۔۔ یہاں ملان والوں کا کیا رول؟“
 ”سب ٹھیک ہے۔۔۔ میرا خیال ہے کہ وہ موت کچھ عرصے تک کے لیے اپنی حرکات جاری رکھتا چاہتے ہیں۔۔۔ کوئی خطرہ نہیں ہے میں نے یہی اندازہ لگایا ہے۔“
 ”میرا بھی یہی خیال ہے۔۔۔ اچھا۔۔۔“
 عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔
 •••
 تشکیل سکڑا سٹا ایک آرام کرسی میں بٹا ہوا تھا، اور سوچ رہا تھا کہ کسی طرح یہاں سے نکل جائے۔ اس گھر کے مکین اپنے مزاج اور دکھ رکھاؤ کے اعتبار سے عجیب تھے، بڑے سے وہ گفتگو کو ہی چکا تھا، ادب اس کے بعض الفاظ اس کے کانوں میں گونج رہے تھے، دُنیا کا کوئی باپ اپنی لڑکی کے معاملے میں اتنا مصلحت گو نہیں ہو سکتا، تشکیل اب تک درجنوں آزاد خیال قسم کے لوگوں سے مل چکا تھا لیکن اسے اب تک کوئی ایسا باپ نہیں ملا تھا جس نے اس سے کہا ہو نہ کہ وہ اس کی لڑکی سے ملنے جھٹے میں اس بات کا خیال رکھے کہ مسلم رسم و رواج و عقیدت کی منہ لیس نہ طے کرنے پائیں، یہ تو باپ کی ہدایت تھی اور لڑکی کا یہ عالم تھا کہ وہ بار بار تشکیل کے کمرے میں آتی تھی، اس سے گفتگو کرنا چاہتی تھی، ایک بار تو اس نے اس کا سر دبانے کی کوشش کی تھی اور تشکیل اس طرح بوکھلا گیا تھا جیسے اس نے سر کاٹ لینے کی دھمکی دی ہو، تشکیل اس سے بھاگ چاہتا تھا، اس کے باپ کا غور کچھ اس طرح اس کے دل میں چھلک رہا تھا، ویسے حقیقت یہ تھی کہ وہ لڑکی اسے بے حد پسند تھی، وہ چاہتا تھا کہ وہ اس کے قریب پہنچی بچوں کے انداز میں، اور اصرار دھری باتیں کرتی رہے۔ اس کا دل گفتگو بڑا دلکش تھا۔۔۔ مگر یہ تشکیل فہمی طور پر اس کی گفتگو کے تانے بانے میں پھنسے لگتا تو اس کے خیال میں دو بڑی بڑی سفید اور گھنی سرخچیں اس طرح گھس آتیں جیسے آسمان کی جنت میں سانپ! یہاں دو نوکر بھی تھے اور یہ دونوں اپنے مالک سے بھی زیادہ عجیب تھے۔ ان میں سے ایک گونگا اور دوسرا بھڑ۔۔۔ ایک کے ساتھ خلقی پھاڑنا چاہتا تھا اور دوسرے کو کچھ سمجھانے کے سلسلے میں اچھی خاصی درزش ہر جاتی تھی۔

سب باتوں کے علاوہ تشکیل کے ذہن پر ایک بہت بڑا بوجھ بھی تھا، رضیہ کا مسئلہ؟ اس کی گھر میں نہیں آتا تھا کہ آخر رضیہ نے اس پر حملہ کیوں کر لایا تھا اور اسے کہاں سے جارہی تھی۔ وہ دو آدمی کون تھے جنہوں نے اسے اٹھا رکھا تھا؟۔۔۔ تشکیل کو یہاں محض اسی لیے رکھا گیا تھا کہ اس واقعہ کی تفتیش کی جاسکے۔ بوڑھا پاپیس، آفیسر سے بہت فرین اور آرمورہ کار آدمی معلوم ہوتا تھا، لیکن تشکیل میں اتنی بہت نہیں تھی کہ وہ اسے رینر کے متعلق کچھ بتا سکتا۔ وہ چاہتا تھا کہ یہاں سے کسی طرح گلو خلا ہی ہو تو وہ اس واقعے کے متعلق چھان بین کرے، دوسری طرف اسے عجم جعفری کا خیال تھا کہ وہ اس کے لیے بے حد پریشان ہوں گی، اس نے بوڑھے سے اس کا تذکرہ کر کے گھروں کرنے کی اہانت مانگی تھی، لیکن بوڑھے نے منع کر دیا تھا، اب تشکیل کی گھر میں نہیں آتا تھا کہ اسے کی کرنا چاہیے، وہ سوچ ہی رہا تھا کہ لڑکی کسے میں داخل ہوئی، اس کے ہاتھ میں شرخ گلاب کے گل پھول تھے۔
 ”آپ کو گلاب یقیناً پسند ہوں گے؟“ اس نے کہا۔
 ”ہاں۔۔۔ بہت۔۔۔“ تشکیل کے ہونٹ کا پھٹنے لگے۔۔۔
 ”تو آپ ہی کے لیے لائی ہوں۔۔۔“
 ”اگر یہ پھول لیتے وقت تشکیل کا ہاتھ کاٹ رہا تھا۔ وہ قریب ہی کی ایک کرسی پر بیٹھتی ہوئی بولی، اس کے ہاتھ میں سے گلاب کی پتی پھیل رہی تھی۔
 ”آپ کا لہو راجم کا پھٹنے لگا، خلق خشک ہونے لگا۔۔۔“
 ”اور سفید موٹھیں کسی فرد مرل کے۔۔۔“
 ”آپ کی سانسیں بڑھتی رہیں۔“
 ”اگر اس نے آپ کے والد صاحب کو بتا دیا تو؟“
 ”تشکیل نے سوال کیا۔“
 ”تو کیا ہو گا۔“ آخر آپ اس وقت والد صاحب کو اتنی شدت سے کہیں یاد کر رہے ہیں؟“
 ”تشکیل اس بات کا کیا جواب دیتا، ویسے سفید موٹھیں اب بھی اسے کس پر کھنڈل کے پٹلوں کی طرح دھمکا رہی تھیں۔
 ”آپ کو یہ والد صاحب سے طرف معلوم ہوتا تھا؟“

لگا دیں۔۔۔ اتنی دیر سے کہہ رہی ہوں، وہ بچوں کی طرح خشک خشک کر رہی۔
 ”لگا۔۔۔ لگاتا ہوں۔“ تشکیل خشک خشک کر رہا۔
 اس کے کانپتے ہوئے ہاتھ جوڑے کی طرف بڑھے اور وہ کسی نہ کسی طرح پھول لگانے میں کامیاب ہو گیا۔
 ”اسی ہی ہی ہی“ دفعتاً دروازے کی طرف سے کسی کے پھٹنے کی آواز آئی۔
 ”یہ دونوں اچھل پڑے۔۔۔ گونگا نوکر دروازے کے قریب کھڑا نہیں رہا تھا۔
 ”سور کا بچہ؟“ لڑکی جھٹکا کر کھڑی ہو گئی اور نوکر نے دونوں ہاتھوں سے اپنی آنکھیں بند کر لیں مگر وہ برابر پھٹنے جا رہا تھا، تشکیل کے سارے جسم سے ٹھنڈا ٹھنڈا پسینہ پھوٹ پڑا، اور سفید موٹھیں پھر اس پر چڑھ دوڑیں۔
 لڑکی نے نوکر کے سر پر دو پتھر دسیں کر دیا، گونگا بڑھتور ہاتھوں سے آنکھیں بند کیے ہنستا رہا۔
 ”یہ کم بخت اتنا ذہینیت ہے کہ کیا بتاؤں؟“ لڑکی نے تشکیل کی طرف مڑ کر کہا، ”آپ کچھ خیال نہ کیجیے گا۔“
 تشکیل نے اس طرح سر ہلادیا جیسے وہ واقعی کچھ خیال نہ کرے گا، پھر حماقت کا احساس ہوتے ہی اس کے چہرے پر ندامت کے آثار نظر آنے لگے، مگر سفید موٹھیں۔۔۔ اس نوکر نے اشاروں سے بوڑھے کو کچھ بتانے کی کوشش کی تو وہ نہ جانے کیا کچھ دیکھنے لگا، تشکیل کو اختلاج ہونے لگا، لڑکی نے نوکر کو باہر دھکیل کر دروازہ بند کر دیا۔۔۔ تشکیل کے رہے جیسے اوسان میں جواب دے گئے، وہ سوچنے لگا کہ اگر ایسے میں ہونٹھا آ جائے تو کیا ہو گا؟ لڑکی پھر آکر کرسی پر بیٹھ گئی، تشکیل کی سانسیں بڑھتی رہیں۔
 ”اگر اس نے آپ کے والد صاحب کو بتا دیا تو؟“
 ”تشکیل نے سوال کیا۔“
 ”تو کیا ہو گا۔“ آخر آپ اس وقت والد صاحب کو اتنی شدت سے کہیں یاد کر رہے ہیں؟“
 ”تشکیل اس بات کا کیا جواب دیتا، ویسے سفید موٹھیں اب بھی اسے کس پر کھنڈل کے پٹلوں کی طرح دھمکا رہی تھیں۔
 ”آپ کو یہ والد صاحب سے طرف معلوم ہوتا تھا؟“

"جی ہاں۔ بہت۔"

"ارے وہ تو بہت نرم دل اور نیک آدمی ہیں۔"

شکیل اُسے کس طرح بتاتا کہ اُن دونوں کے درمیان میں قسم کی گفتگو ہو چکی تھی۔

دفعہ گھر سے کے باہر سے کسی کے قدموں کی آواز آئی اور شکیل کا دل دھڑکنے لگا۔ دروازہ کھلا اور بوڑھا اندر داخل ہوا۔۔۔ پہلے تو وہ دروازے ہی پر رکا اور پھر اُن کے قریب آکر بولا۔ "بے بی۔ تم ابھی خبر نہیں گئیں۔؟" اُس نے لڑکی سے پوچھا۔

"اب جاؤں گی۔ ذرا ان کے لیے کچھ گلاب لانی ہتی۔ لڑکی نے بھوے پن سے کہا۔ "ڈیڈی یہ آپ سے بہت دُرتے ہیں۔"

"کیوں۔ اوہ!" بوڑھا مسکرایا۔

"یہ کہتے ہیں کہ تمہارے ڈیڈی سے خوف معلوم ہوتا ہے۔"

"تم جاؤ اب شہر۔ دیر نہ کرو۔ سورج غروب ہونے سے پہلے ہی واپس آ جانا۔"

"میں کچھ ہی جاؤں گی ڈیڈی۔ وہ پھر بچوں کی طرح ٹھکی نہیں آج نہیں! پھر کبھی چلی جانا۔ تمہارے گھر مہمان ہیں۔"

"تو مہمان کو جس سے جاؤں نا؟"

"نہیں۔ یہ نہیں جانیں گے۔ کیوں؟ وہ شکیل کی طرف دیکھنے لگا۔"

"نہیں میں نہیں جاؤں گا۔" شکیل جلدی سے بولا۔

"میں پھر آپ سے نہیں بولوں گی!"

"جاؤ بے بی۔۔۔ خدا کے لیے دیر نہ کرو ورنہ پھر وہی کب ہوگی؟"

لڑکی چند لمحے کھڑی سوجھی رہی پھر چلی گئی۔۔۔ بوڑھے نے شکیل سے کہا۔ "مجھے کسی حد تک کامیابی ہوگئی ہے۔ آج میں نے اس عورت کو برٹرام روڈ کی کوٹھی میں رکھا تھا۔"

شکیل کچھ نہ بولا۔ وہ جانتا تھا کہ برٹرام روڈ کی کوٹھی بہتر آگیاں زمین کے والدین کی قیام گاہ ہے مگر آج وہ وہاں گئی ہر اس کی اُنھیں بڑھتی جا رہی تھی۔ آخر وہ کیا کرے۔ کیا وہ اُسے بتا دے کہ وہ اُس کے بڑے بھائی کی بیوی ہے! کیا سچ بولے اپنے راستے سے ہٹے کہ اگر سچی بات ہو تو وہ لوگ کسی کو نشانہ دکھانے کے قابل نہ رہ جائیں گے۔ لیکن اس بات کے کھل جانے پر خود اس کی پوزیشن کیا ہوگی؟ لیکن ہے اسے مجرم قرار

دیا جائے، کیونکہ وہ اس سلسلے میں اپنی معلومات کا اظہار نہ کر کے قانون کی راہ میں روڑے اٹکانے والا بھی قسداً رہا ہو سکتا ہے۔

"دیکھیے۔۔۔ شکیل کچھ دیر بعد بولا۔ "اس قصے کو ختم کیجیے اور مجھے گھر جانے دیجیے۔ میرے گھر والے بے حد پریشان ہوں گے میں کسی ایسی عورت کو نہیں جانتا جو برٹرام روڈ کی کوٹھی میں رہتی ہو۔"

بوڑھا سر ہلا کر مسکرایا۔ پھر بولا۔ "مجھے افسوس ہے کہ آپ اپنے بڑے بھائی کی بیوی بھرتی ہو کر رہیں گے۔"

شکیل کے ہاتھ پیر ٹھنڈے ہو گئے، اُسے ایسا محسوس ہونے لگا جیسے اس کے جسم کا سارا خون منجمد ہو گیا۔ بوڑھا اسے بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔

"کیوں آپ کیا سوچنے لگے۔؟ بوڑھے نے پوچھا۔

"میں یہ سوچ رہا ہوں کہ میں پاگل کیوں نہیں ہو جاتا۔"

"نہیک ہے جب کسی اعلیٰ خاندان کی عزت خطرے میں پڑ جائے تو یہی سوچنا چاہیے۔ رضیہ کی گزشتہ زندگی تو اب ابستہ آہستہ سامنے آ رہی ہے آپ لوگ اس خاندان میں رشتہ کر کے بڑے خسارے میں رہے۔؟ بوڑھے نے کہا۔

"میں آج بھی تین ایسے سزا یافتہ آدمیوں سے واقف ہوں جن سے رضیہ کے ناجائز تعلقات رہ چکے ہیں!"

"خدا کے لیے اب بس کیجیے۔ شکیل نے اپنے دواں کان بند کر لیے اور بولا۔ "اب میں جاؤں گا! آپ مجھے نہیں روک سکیں گے!"

"مقل کے تاخن مجھے صابزادے۔ کیا آپ سچ بچ پڑ جاتے ہیں کہ آپ کے خاندان کی عزت خاک مل جائے؟ میں دوسری طرح معاملات کو سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ یعنی سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔"

"میں نہیں سمجھا!"

"میں اتنا ہی کوشش کر رہا ہوں کہ آپ کا خاندان دنیا کا شکار نہ ہونے پائے۔۔۔ اور مجرم اپنی سزا کو پہنچ جائے۔ اس کے لیے آپ کو وہی کرنا پڑے گا جو میں کہہ رہا ہوں۔"

"کیا کرنا پڑے گا؟"

"نہی الحال خاموشی سے کہیں رہیے۔"

شکیل کچھ نہ بولا۔ اس کا جبرہ اس طرح زندہ نہ کیا تھا کہ وہ کوئی دائم المریض ہو

جیسا کہ فٹنر ڈاکٹر عمران سے مل کر عمران پر حمایت ظاری نظر آ رہی تھی اُس نے اس سے کہا کہ وہ اُسے سول اسپتال تک لے جانا چاہتی ہے۔

"مجھے کئی سال سے بیمار نہیں آیا۔ عمران نے جواب دیا۔

"میں تمہیں مر جانے کا مشورہ نہیں دے رہی۔" جیسا نے مسکرا کر کہا۔ "میرا خیال ہے کہ ہم وہاں کی قہری بی کے متعلق کچھ معلومات فراہم کر سکیں گے۔"

"تب تو تم نے یقیناً انہیں کھانی شروع کر دی ہے۔ لی قہری بی کے متعلق وہاں کیا معلوم کرو گے۔؟

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ اس عمارت میں کوئی چیز تلاش کر رہی ہے؟"

"مجھے معلوم ہے۔"

"کیا تلاش کر رہی ہے۔۔۔؟"

"اصل سلاخیت اور میرے کاٹرم۔"

"کیا چیز ہیں؟"

"میری نایاب چیزیں ہیں۔ مگر تم مجھے کیوں لے جانا۔؟"

"تمہارے بغیر یہ کام نہ ہو سکے گا۔"

"کام کی اہمیت۔۔۔؟"

"میں کہتا ہوں ہے۔ مگر تم یہ بتاؤ کیا تمہیں علم ہے کہ اس عمارت میں نے یہ عمارت کس سے چھوئی ہے؟"

"اب اس محل سے جو حقیقت باخبر ہیں جا سوس۔ عمران نے کہا۔

"میں نے خود ہی جانا چاہا تھا۔" جیسا نے جواب دیا۔

"میرٹن کا یہ بیان ہے۔"

"خیر تو پھر کیا اب اس کے گھر جانے کا ارادہ ہے؟"

"قطعی۔ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں۔۔۔؟"

آج تم میری مٹی پلید کرو گی شاید۔ جلد۔ عمران نے جبراسا منہ بنا کر کہا۔

جیسا کچھ نہ بولی۔ پھر انھوں نے ایک جھکیلی اور معلوم کہے ہوئے چپے پوزیشن ہو گئے۔

"لیکن وہ ہیں کیا بتا سکے گا؟" عمران نے کہا۔ "تم کیا معلوم کرنا چاہتی ہو؟"

"میری قہری بی کو کس چیز کی تلاش ہے؟"

"کس نے تمہیں بتلایا ہے؟"

فخریہ انداز میں کہا۔

"بس اب تم جانتی ہو۔ میرے سامنے یہ نفرت انگیز نام نہاد کرو۔"

"وہ تمہاری بہت قدر کرتا ہے۔" جیسا نے کہا۔

"میری نظروں میں اُس کچھ ہے کی کوئی وقعت نہیں۔"

آخر وہ سامنے کیوں نہیں آتا؟

"کام کی بات کرو عمران۔۔۔ میں اس ریٹائرڈ سلاخیت سے ملتی ہوں۔ لیکن وہ مجھے کچھ نہیں بتا سکا۔"

"کیوں؟"

"دوسرا کامریض ہے۔ آج کل اس پر مرض کا حمل ہوا ہے جو اتنا شدید ہے کہ وہ گفتگو نہیں کر سکتا۔"

عمران قہری بی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "عجب وہ بول ہی نہیں سکتا تو مجھے ساتھ لے جا کر کیا کرو گی؟"

"مجھے یقین ہے کہ تم کسی نہ کسی طرح اس سے معلوم کرو گے۔"

عمران حسب عادت وقت برباد کرتا رہا۔۔۔ پھر وہ سول اسپتال کے لیے روانہ ہو گئے۔

مگر قہری بی دیر بعد عمران کو جیسا پر پڑی طرح پر رہا تھا۔ کیونکہ لمبی دور قلعی ہے نتیجہ ثابت ہوتی تھی۔ مریض کے ہاتھیں اُسے اسپتال سے لے جا چکے تھے۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد جیسا اسپتال کا غذات سے اس کا پتا معلوم کر سکا۔

"حالت اتنی خراب تھی کہ وہ بول ہی نہیں سکتا تھا۔ پھر اس کے مددگار یہاں سے کیوں لے گئے؟" عمران نے قہری بی کی بجھے میں پوچھا۔

"اس نے خود ہی جانا چاہا تھا۔" جیسا نے جواب دیا۔

"میرٹن کا یہ بیان ہے۔"

"خیر تو پھر کیا اب اس کے گھر جانے کا ارادہ ہے؟"

"قطعی۔ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں۔۔۔؟"

آج تم میری مٹی پلید کرو گی شاید۔ جلد۔ عمران نے جبراسا منہ بنا کر کہا۔

جیسا کچھ نہ بولی۔ پھر انھوں نے ایک جھکیلی اور معلوم کہے ہوئے چپے پوزیشن ہو گئے۔

"لیکن وہ ہیں کیا بتا سکے گا؟" عمران نے کہا۔ "تم کیا معلوم کرنا چاہتی ہو؟"

"میری قہری بی کو کس چیز کی تلاش ہے؟"

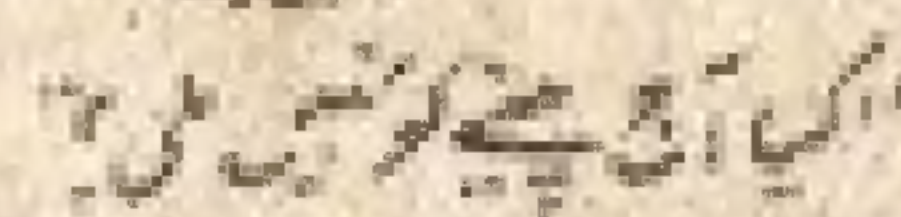
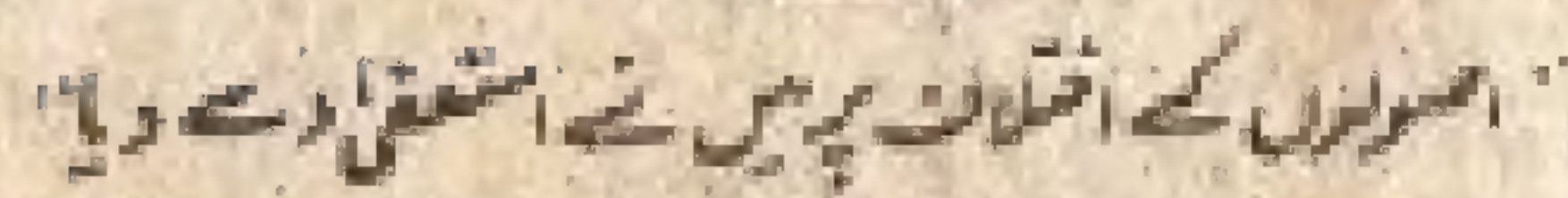
"کس نے تمہیں بتلایا ہے؟"

"بغیر میں تو گود میں بھی چل سکتا ہوں۔ مگر خبردار اس لڑکی کو
 ہاتھ نہ لگانا ورنہ میں یہیں خودکشی کر لوں گا۔"
 سیاہ مائی والوں میں سے ایک نے بڑھ کر عمران کی گردن سے
 ریلوے لورنگٹا دیا اور اس پر تھوڑی سی طاقت صرف کرتا ہوا بولا۔ "چلو۔"
 جبریلہ عمران کے ساتھ چل رہی تھی۔۔۔ عمران نے رو مانسی
 آواز میں کہا "لعنت ہے ایسے چچا پر! کیا یہ خود تم سے شادی
 کرنا چاہتا ہے تم نے مجھے کس مصیبت میں پھنسا دیا؟"
 جبریلہ کچھ بولا۔ اس وقت اس کی ساری ذہانت مضمت
 ہو گئی تھی۔۔۔ انہیں ایک دوسرے کے میں لایا گیا۔۔۔ اور
 تھوڑی دیر بعد وہ ذہاں تنہا رہ گئے۔۔۔ عمران نے کسی لڑکی
 عورت کی طرح پینترہ بدلا۔ "کس گدھے نے تمہیں یہ مشورہ دیا تھا
 مجھے اس مصیبت میں پھنسا دو۔"
 میں نہیں سمجھ سکتی کہ یہ کیا ہو گیا؟
 "اگر میں مار ڈال گیا تو تم سے سمجھ لوں گا۔"
 "کچھ سوچو۔ رہائی کے لیے کچھ سوچو۔۔۔" جبریلہ نے مضطربانہ
 انداز میں کہا۔
 "میں کیا سوچوں۔ اب مہلا ڈانچے چھو ہے آفیر کو۔
 عمران جڑا سا مڑ بنا کر بولا۔
 "تمہیں یہاں لانے کا مشورہ اسی نے دیا تھا؟"
 "کیا مطلب یہاں۔" عمران نے آنکھیں نکال کر غیبی
 آواز میں کہا۔
 "مطلب یہ کہ اُس نے کہا تھا۔۔۔ بیگ کے معاملے

جیسے ہی اشاریہ کی کار جعفری منزل سے نکلے۔ کیپٹن جعفری نے اس کا تعاقب شروع کر دیا۔ وہ ایک ٹیکسی میں تھا۔
... اشاریہ تنہا تھی۔۔۔ گاڑی ڈرامیور چلا رہا تھا۔ کچھ دیر تک تو ایسا معلوم ہوتا رہا جیسے وہ یونہی بے مقصد مختلف سڑکوں کے پکڑ لگا رہی ہو۔۔۔ پھر وہ پرنس ہوٹل کے سامنے رُک گئی۔ کیپٹن جعفری نے اُسے کار سے اُتر کر ہوٹل میں جاتے دیکھا تھا۔
وہ بھی ٹیکسی سے اُتر گیا اور ٹیکسی وہیں کھڑی رہی۔ بال میں پہنچ کر اُس نے دیکھا کہ اشاریہ اپنے معتقدوں میں گھر گئی ہے۔ یہاں بہتر سے لوگ اُسے پہچانتے تھے۔
جعفری نے قریب ہی ایک سیزائنج کر لی۔ ایسی صورت میں اس کے علاوہ اور چارہ ہی کیا تھا! اشاریہ کی سیز کے گرد کئی ٹریسیاں تھیں مگر اس کے انداز سے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ جلد از جلد ان سے پیچھا چھڑانا چاہتی ہو۔ اس کی نظر ہمارا ایک جانب اُٹھ رہی تھیں۔ پہلے تو جعفری نے اس کی طرف دھیان نہیں دیا کیسں پھر جب ایک بار اسی سمت اس کی نظر اُٹھی تو اُسے اپنی محنت بار آور ہوتی معلوم ہوئی۔ وہ ایک ٹریسیا تھا جسے اشاریہ بار بار دیکھ رہی تھی۔ وہ اس سے کافی فاصلہ پر تھا اور اس کے گلے میں سیاہ ٹائی تھی۔ جو لیانا نثر و اداس کی تحقیق تھی کہ اشاریہ جان لوگوں سے تعلق رکھتی ہے نہ وہ ماسا ٹائیساں استعمال کرتے ہیں۔
جعفری بڑے صبر و سکون کے ساتھ بیٹھا رہا۔ اُس نے

یہ حال اب اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں رہ گیا تھا
 اور فی اس دیکھی طرح فوراً منتقلی اسٹریٹ کی اس عمارت کا پتہ
 ملا کہ کوشش کرے جہاں اس کی راستہ میں وہ دونوں
 گھر آباد کرتی چھوٹی جگہ نہیں تھی --- لہذا وہاں کسی
 عمارت کا پتہ نہ مل سکا۔

۱۔ اے محترم... تم کو کون سا...
 ۲۔ اے محترم... تم کو کون سا...
 ۳۔ اے محترم... تم کو کون سا...
 ۴۔ اے محترم... تم کو کون سا...
 ۵۔ اے محترم... تم کو کون سا...
 ۶۔ اے محترم... تم کو کون سا...
 ۷۔ اے محترم... تم کو کون سا...
 ۸۔ اے محترم... تم کو کون سا...
 ۹۔ اے محترم... تم کو کون سا...
 ۱۰۔ اے محترم... تم کو کون سا...



سکراتی ہیں ہو: کاش میں نے شہد کی مکھڑیوں والا قبیلا اسی
 دن تم پر قتال کر دیا ہوتا۔ تم بے خدا تھے۔ ۶۔
 ”تو پھر کوئی تدبیر نکالو نا ٹھہر لیا وہ دن! ہاتھوں سے آنکھیں
 مٹاتی جھڑی ہوئی۔“ کب تک یہاں رہیں گے؟ ۷۔
 ”تدبیر یہ ہے کہ تم میرے سر پر ہتھ پاؤں اور میں خلق
 پھاڑ پھاڑ کر بھروسہ گاؤں۔“
 ”بھروسہ کیا؟“
 ”بھروسہ تمہارے چھت آغیر کی دُم میں بندھے جھڑے
 منہ سے کو کہتے ہیں۔“
 ”جو لیا ہنسنے لگی لیکن ہنسی میں زندگی نہیں تھی۔ عمران تھوڑی
 دیر تک خاموش رہا پھر اُس نے کہا۔
 ”میرا خیال ہے کہ اب تو قمری کی طرف وقت گزار رہا ہے۔“
 ”وقت گزار رہی ہے کیا مراد ہے؟“
 ”اُسے جس چیز کی بھی تلاش تھی شاید مل گئی۔“

"یہ تم کس بناد پر کہہ رہے ہو؟"

"پھر بحث شروع کی تم نے؟"

"میں بحث نہیں کرتی۔ میں صرف اس خیال کی وجہ دہانت

کرنا چاہتی ہوں۔ خیر اسے بھی جانے دو یہی بتا دو کہ وہ کس چیز کے

حصول کے بعد بھی جعفری منزل میں کیوں مقیم ہے؟"

"وہ سوچتی ہوگی کہ میں اس کی تخت پر یاد نہ ہو جائے۔"

"کیوں کہ کچھ نامعلوم آدمی اس کی نگرانی کر رہے ہیں۔ اسے اس

کا احساس ہو گیا ہے ورنہ وہ ہیں اس طرح قید کیوں کر آتی؟"

"یہ بھی کوئی بات نہ ہوگی۔ میں تو کوئی منطقی دلیل چاہتی ہوں؟"

جبریل نے کہا۔

"اچھا بس اب اپنی ٹائیں ٹائیں ختم کر دو۔۔۔ میں کچھ

سوچنا چاہتا ہوں۔۔۔"

"کچھ اور کہیں۔ بلکہ رہائی کی تدبیر۔" جبریل اس کی آنکھوں

میں دیکھتے ہوئے بولی۔

"رہائی کی تدبیر کیا سوچنا ہے۔ ایسے مواقع بار بار نہیں

آتے۔۔۔ اگر وہ لوگ مار ڈالنے کی دھمکی دیں تو انہیں اس قدر غصہ

دلاؤ کہ وہ سچ سچ تمہیں مار ہی ڈالیں۔ اسے اس زندگی میں

رکھا ہی کیا ہے؟"

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔"

"پھر کیوں لائی تھیں۔ مجھے اپنے ساتھ جیب میرے کسی

شور سے پر عمل نہیں کرنا تھا۔"

"تم سے خدا کے عہد عمران! تم موت کے منہ میں ہی سنبیدگی

نہیں اختیار کر سکتے۔"

"میں اب تک نکل بھی گیا ہوتا لیکن مجھے تمہاری

فکر ہے۔"

"تم میری فکر نہ کرو۔ کچھ شروع کرو۔ میں اپنی حفاظت

آپ کروں گی۔"

"تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا؟ اچھا تو اب میں شروع

کرنے جا رہا ہوں۔"

لیکن قبل اس کے کہ وہ کچھ شروع کرتا کسی نے باہر سے

قتل میں کئی گھنٹوں دروازہ کھلا اور چار آدمی اندر داخل ہو گئے۔

۔۔۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں ریلوے گانہ تھا۔

"اٹھو۔۔۔ تم لوگ۔" ریلوے گانے سے خشکیاں بچھیں۔

آنے لگا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اب اس کا دم ہی نکل جائے

گا۔ وہ اپنا کانپنا ان لوگوں کے ساتھ چلنے لگا۔

وہ ایک بہت بڑے کمرے میں آئے۔

"ارے یہ تو۔۔۔ وہی ہے۔" عمران نے اشاری کی آواز

سنی۔ اس وقت وہ اشاری سے بہت مختلف نظر آرہی تھی جسے

اُس نے جعفری منزل میں دیکھا تھا۔ اس وقت اس کے جسم پر

اسکرت کی بجائے خاک چھون اور چمڑے کی جیکٹ تھی اور

آنکھوں میں شہوانیت کا شائبہ تک بھی نہیں تھا۔ وہ بس ایک

نرفیز لڑکا معلوم ہو رہی تھی۔

"کیوں؟ تم کون ہو۔؟" اس نے عمران کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"ایک سرکس ہوائے۔۔۔" عمران نے شرمارا جواب دیا۔

"تم مجھ سے ہو۔۔۔"

"پھر میں کسی طرح یقین بھی نہیں دلا سکتا۔ ویسے یہ رات کی تھیں

یہی بتائے گی۔ ہم دونوں اشار سرکس میں ملازم ہیں۔"

"اور تمہیں آٹھ گھنٹہ آدھی ہے کہ سرکس والوں سے دوستی

کرنا پھرے گا؟"

"بچپن میں ہم دونوں نے ایک ہی اسکول میں تعلیم پائی تھی۔"

"خیر۔۔۔ تم میری توہ میں کیوں تھے؟"

"تمہیں نے مجھ سے کہا تھا کہ تم یہاں کسی خزانے کی تلاش

میں آئی ہو۔ اس نے بتایا کہ تم نے اس کے بڑے بھائی کو ایک

رات آگاہ کیا تھا کہ وہ ایک مخصوص پھانک سے گزر کر غارت میں

دداخل ہو۔۔۔ ورنہ خسارے میں رہے گا۔۔۔ وہ پھانک سچ سچ

گر پڑا۔۔۔ پھر تم اس کے ساتھ جعفری منزل ہی میں مقیم ہو گئیں۔

تمہیں نے ایک رات کو اتفاق سے تمہیں وہاں کچھ تلاش کرتے

دیکھ لیا۔ میں غلط تو نہیں کہہ رہا؟"

"جیسے رہو۔" اشاری غراؤ۔

"مجھے سزاؤ سزا کا بڑا شوق ہے۔ جب تمہیں نے مجھ سے

اس کا تذکرہ کیا تو میں نے اس سے وعدہ کر لیا کہ میں جعفری منزل

میں تمہارے قیام کا مقصد معلوم کرنے کی کوشش کروں گا۔۔۔"

لہذا میں نے جعفری منزل میں قیام کیا۔ یہ رات جو میری محبوبہ ہے

میرے لیے کام کرتی رہی اسی نے اس عمارت کے متعلق بہت سی

معلومات فراہم کیں۔ مشرک کا بتا دیا۔۔۔ اور پھر مجھے یہاں

لا پھنسا۔۔۔ ایسی دہشت تو شیطان کی محبوبہ بھی نہ ہوگی۔

کو ہے؟"

"صرف تین آدمی جانتے ہیں۔" عمران نے سر ہلا کر کہا۔۔۔

"میں۔ میری محبوبہ۔ اور جمیل کی بیوی کا دلہن۔"

اشاری اُسے خاموشی سے گھورتی رہی۔۔۔ پھر بولی۔

"تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ تم سچ کہہ رہے ہو۔۔۔"

"میرے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے کہ میں سچ کہہ رہا ہوں۔

یہ رات کی بھی جھوٹ بول سکتی ہے۔ تمہیں بھی جھوٹ بول سکتا ہے۔

اشار سرکس والے بھی جھوٹ بول سکتے ہیں۔ صرف تم سچ بول سکتے ہو۔"

"تم نے میرے متعلق کیا معلوم کیا؟"

"کچھ بھی نہیں۔" عمران نے مائیسی سے سر ہلا کر کہا۔ "بس

انکا نامور معلوم ہوا کہ اب میں تمہارے بغیر زندہ نہ رہ سکوں گا۔

لہذا مجھ پر تمہارے خواب دیکھنے پڑیں گے۔"

"کیا اس بندہ کو۔"

"میں اب خاموش ہی رہوں گا۔ ویسے تم اس رات سے

ملاقات معلوم کر سکتی ہو۔ یہ بھی تمہاری ہی طرح سوچیں ہے۔"

"تم سوچیں ہو؟" اشاری نے جبریل سے پوچھا۔

"ان میں سوچیں ہوں؟" جبریل نے سوئس میں جواب

دیا اور اس نے اسی زبان میں عمران کے بیان کی تصدیق کی۔

لہذا ایک آدمی کمرے میں داخل ہوا۔

"کیا سب سامان تیار ہے۔۔۔؟" اشاری نے اُس

کو پوچھا۔

"ہاں مادام۔ اس نے بڑے ادب سے جواب دیا۔

ان لوگوں کو کمرے میں بند کر دو۔۔۔ اس نے عمران کو

اپنی طرف اشارہ کیا۔

"ان کا ہاتھ دے دے اس چھوٹے سے کمرے کیس

کو بند کر دے۔ اشاری نے اپنے ہاتھ میں لٹکانے ہوئے تھی۔

"اس میں وہ پھنس گئی ہے جس کی تلاش تھی۔" عمران

نے کہا۔

"ان اشاری اسکا۔ لیکن وہ کسی قدیم شاہی

گاہ میں تھا۔ اشاری نے اپنے ہاتھ میں لٹکانے ہوئے تھی۔

"اس میں وہ پھنس گئی ہے جس کی تلاش تھی۔" عمران

نے کہا۔



"اور یہ طویل خدمات کے سلسلے میں"

"یہ کائنات یہاں کیسے پہنچے تھے؟"

"ایک سرکس بولے کو ان چیزوں سے دلچسپی نہ ہوتی چاہیے۔"

میں تم پر رحم کھا رہی ہوں۔ تم قتل نہیں کئے جاؤ گے۔ صبح

تک تم کو رہائی نصیب ہوگی۔ اشاری نے کہا۔

"میں تم سے رحم کی بھیج نہیں مانگتا۔" عمران نے

بڑا ساٹنہ بنا کر کہا۔ "کیا تم مجھے کوئی گھٹیا آدمی سمجھتی ہو۔۔۔ تم نے

جس طرح جعفری خاندان والوں کو آؤ بنایا تھا مجھے نہیں بتایا

تمہارے سلسلے میں کوئی ایسی بات ہے جس کا علم مجھے نہیں ہے؟"

۔۔۔ تم بہت دنوں سے جعفری منزل میں ٹھہرنے کا پروگرام بنا رہی

تھیں۔ اس سلسلے میں تم نے جو قتل اور عداوت کا ڈھونڈ رکھا یا۔

تم جو قتل کی ماہر تو ہو سکتی ہو لیکن عداوت کی ایجاد سے بھی تمہاری

واقفیت نہیں ہے۔ تم نے کہیں سے مشقوں کے اس کمال کا تذکرہ

نہیں کیا ہوگا۔ بس دو پارکالے چراغ لے کر چھوڑ دیں۔ لیکن

ایک بار بھی چراغوں کی ٹوٹوں پر دھمکیوں کو نہ طلب کریں۔ اس کی

بجائے تم نے جمیل سے یہ ظاہر کرنا شروع کر دیا کہ وہ تم سے

نادراخ ہو گئی ہیں اور تمہیں نقصان پہنچانے کے درپے ہیں۔ وہ

رات یا رات ہے نا تمہیں حسب تم اپنے کمرے میں چھپ رہی تھیں اور

اس طرح خوف زدہ نظر آرہی تھیں جیسے وہ چراغ تمہارے لیے

موت کا پیغام لانے والے ہوں۔ جمیل سے تم نے چراغوں کو

بچانے کے لیے کہا تھا لیکن وہ انہیں نہ بچا سکا۔ تم نے حق

